

دورِ جدید کے ایک عظیم سعودی سکالری بہترین تحریر

نبی کریم ﷺ  
صحابہ کرامؓ ائمہ مجتہدینؒ  
مؤرخین اور علماء امت  
کے  
نظریے



ترجم  
حافظ  
محمد اکرم مجذبی  
نقوشانی  
حضرت علامہ حافظ  
محمد اشرف مجذبی

محقق  
فضیلہ بیگم حفیظ  
علامہ محمد علی صاحبزادہ  
استاذ امرتسری  
یونیورسٹی مکہ مکرمہ سعودی عرب

ناشر  
اسلامی مکتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

# بسم الله الرحمن الرحيم

نام کتاب	الہدی النبوی الصبیح فی صلاة التراويح
نام مصنف	فضیلہ الشیخ حضرت العلامة محمد علی الصابونی
مترجم	استاذ ام القریٰ یونیورسٹی، مکہ مکرمہ حافظ محمد اکرم مجددی خادم
نظر ثانی	دارالعلوم مجددیہ، مجدد آباد، سیالکوٹ حافظہ محمد اشرف مجددی محکمہ
کیپوزنگ	مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ محمد نور آباد فتح پور سیالکوٹ
طابع	شیروانی کمپوزٹریٹرز، مجاہد روڈ سیالکوٹ
ناشر	عبد شکر پرنٹرز
قیمت	اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

## فہرست

5	○ احتساب
6	○ تقدیم
10	○ قرآنی ہدایات
10	○ ارشاد نبوی
13	○ آغاز کتاب
14	○ بحث کا ابتدائیہ
19	○ نماز تراویح
19	○ نماز تراویح کا حکم اور اسکی فضیلت
20	○ سب سے پہلے نماز تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی 20
23	○ نماز تراویح کی وجہ تسمیہ
24	○ نماز تراویح کی رکعات کی تعداد
24	○ ائمہ مجتہدین کے دلائل
28	○ امام ترمذی کا کلام
28	○ ائمہ اربعہ کے بارے ابن رشد کا قول
29	○ امام نووی کا قول
29	○ امام مالک کا قول
30	○ امام ابن تیمیہ کا موقف
30	○ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب کا موقف
31	○ ہمارے مقتدا۔۔۔ عربین شریفین
31	○ مسجد حرام
31	○ مسجد نبوی شریف

○ تیس تراویح کو بدعت کہنے والے جاہل ہیں۔

○ سلفی دعوت

○ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا فتویٰ

○ آٹھ تراویح پڑھنے والے سلفیوں کا حدیث عائشہ سے استدلال اور اس کا جواب

○ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول

○ نوجوانوں کو سری نصیحت

○ بحث کا خاتمہ

○ حواشی

○ مکتبہ و مراجع

31

32

35

45

48

49

57

58

60

بسم الله الرحمن الرحيم

### انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو اپنے والد ماجد حافظ محمد حسین نقشبندی مرحوم کے ساتھ منسوب کرتا ہوں، جنگی حریصیت، توجہ اور دعاؤں سے بندہ کچھ علم دین حاصل کر سکا اور وعظ و تقریر اور تدریس کے ساتھ ساتھ بذریعہ تحریر مسک حن اہل سنت و جماعت کی اشاعت و ترویج میں حصہ لینے کے قابل ہوا۔

والد مرحوم کے ساتھ انتساب کرنے کے ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ اگر بندہ کا یہ عمل بارگاہ خداوندی میں قبول ہو جائے تو اس کا ثواب مرحوم و مغفور کو پہنچتا ہے۔

محمد اکرم مجددی  
۲۳ شعبان المعظم  
بروز جمعہ المبارک

## بسم الله الرحمن الرحيم

### تقدیم

حمدہ ونسلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کیلئے انبیاء علیہم السلام  
مبعوث فرمائے اور سب سے آخر میں آقائے نامدار مدنی تاجدار حبیب کردگار حضرت  
محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو بھیجا، چونکہ نبوت کا  
دروازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بند ہو گیا تو بعد میں دین کی تبلیغ کا کام آپ کی  
امت کے علمائے ربانین کے سپرد ہو گیا اور یہی لوگ انبیاء کرام کے وارث بھی  
ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح اور دین اسلام کی ترویج و  
اشاعت کیلئے سب سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کام کیا اور یہ  
مقام پایا کہ اصحابی کا لجنہ ہایعہم اقتدیتہم اقتدیتہم ترجمہ: میرے صحابہ  
(آسمان کے) ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کسی کی اقتداء اور پیروی  
کرو گے ہدایت پا جاؤ گے، پھر ان حضرات صحابہ میں سے خلفائے راشدین کو یہ  
مقام ملا کہ آقائے دو جہاں نے ارشاد فرمایا علیکم بسنتی وسنة الخلفاء  
الراشدين العدیین تم پر میرا طریقہ اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا  
طریقہ لازم ہے، یعنی میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو اپنانا اور اس پر  
عمل کرنا امت محمدیہ کیلئے بہت ضروری ہے اسی میں کامیابی و کامرانی ہے۔

بعض کام ایسے ہیں جنکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نہ کیا یا ہمیشہ  
نہیں کیا صرف چند دن کیا اور خلفائے راشدین علیہم السلام نے یا ان میں سے  
کسی ایک نے اس کام کو ہمیشہ کیلئے جاری کیا اور پورے انتظام والعمام کے ساتھ  
اسکو جاری رکھا، جس طریقہ کے ساتھ انہوں نے کوئی کام کیا اسی کے مطابق آج  
تک جاری ہے۔

واضح رہے کہ وہی گروہ حق پر ہوگا جو خلفائے راشدین کے عمل کو مستقل  
طور پر اپنانے والا ہوگا، مثلاً قرآن پاک کو ایک کتاب کی صورت میں لکھوانا، نماز  
تراویح کو دیکھ لیجئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو باجماعت  
صرف تین رات تک ادا فرمایا اور جب صحابہ کرام کا شوق اور ہجوم دیکھا تو پھر نماز  
تراویح پڑھانا چھوڑ دیا کہ کہیں میری امت پر نماز تراویح فرض نہ ہو جائے۔ پھر  
حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسکو باقاعدہ طور پر قائم کیا اور  
علیحدہ علیحدہ نماز تراویح ادا کرنے والوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے  
ساتھ جمع کر دیا اور آپ ہمیشہ صحابہ کرام کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھاتے رہے  
اور آج تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً پچانوے فی صد امت بیس  
رکعت نماز تراویح ادا کر رہی ہے، اگرچہ بعض لوگ آٹھ رکعت نماز تراویح پڑھتے  
ہیں جو کہ صحابہ کرام کے عمل کے خلاف ہے اور جمہور امت کی مخالفت ہے۔

جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت نماز تراویح کا  
انتظام اور اہتمام کیا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیس رکعت نماز تراویح  
کی جماعت کرواتے رہے تو اس دوران کسی صحابی نے اختلاف نہیں کیا اور نہ  
مذکورہ تعداد کا انکار کیا۔

ہمارے برصغیر پاک و ہند میں یہ دبا ہے کہ معمولی معمولی مسائل پر  
اختلاف، جھگڑا اور مناظرے ہو رہے ہیں اور قوم کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا جا رہا ہے  
اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ یہاں انگریز جو مسلمانوں کا دشمن ہے وہ کچھ دیر حکومت  
کر کے انکو لڑنے، جھگڑنے اور گروہ گرد ہونے کا سبق دے گیا ہے، حالانکہ عرب  
ممالک میں بھی اختلاف موجود ہے، اور چاروں اماموں کے مقلدین اور غیر مقلدین  
(سلفی) موجود ہیں لیکن وہاں یہ لڑائی نہیں ہے، ہر کوئی اپنے مسلک کے مطابق  
کام کر رہا ہے، اور دوسرے کو تشفیہ کے تیر نہیں مارتا، ایران کو دیکھ لو وہاں شیعہ  
سنی اکٹھے رہتے ہیں ہمارے ملک کی طرح وہاں آپس میں جنگ نہیں ہے۔  
برصغیر پاک و ہند میں نماز تراویح کی تعداد، امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا اور  
نہ پڑھنا، آمین آہستہ یا بلند کہنا، رفع یدین کرنا اور نہ کرنا، ان تمام کاموں اور ایسے

ہی دیگر کئی معاملات میں سخت جھگڑا ہے، لیکن عرب ممالک میں ان مسائل پر کوئی جھگڑا نہیں ہے، عربین شریفین کو دیکھ لیجئے، وہاں چاروں ائمہ کرام کے مقلدین لپٹے لپٹے طریقہ پر نماز پڑھتے ہیں لیکن کوئی دوسرا اسے یہ نہیں کہتا کہ تو نے غلط طریقہ سے نماز پڑھی ہے، تیری نماز نہیں ہوئی۔

زیر نظر کتاب - الحدی النبوی الصیح فی صلاة التراويح کے مصنف فقیدہ الشیخ حضرت علامہ مولانا محمد علی الصابیہ ام القرنی یونیورسٹی مکہ مکرمہ نے اپنی اس کتاب میں مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ یہ وقت سنت اور بدعت کے جھگڑے کا نہیں ہے، بلکہ اس وقت قوم کو اکٹھا کرنے اور متفق و متحد رکھنے کی ضرورت ہے، اولیٰ اور غیر اولیٰ کی بحثوں میں پڑنے کی بجائے طہ و سہ دین کیونٹھوں سے مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ مسلمان آپس میں معمولی معمولی مسائل پر لڑا لڑا کر اپنی طاقت کمزور کرتے رہیں، اور فرقہ بندی اور گروہ بندی میں پڑ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

یہ بہت نازک وقت ہے، وقت کی نزاکت کا لحاظ رکھتے ہوئے اختلافات کو چھوڑ کر بے دینوں اور اسلام کے دشمنوں کے خلاف جہاد کیجئے۔

اس حقیر نے اس کتاب کو نوجوان نسل کیلئے بہت بہتر اور مفید پایا تو اپنے کرم فرما حاجی محمد صدیق صاحب موضع بمذال ضلع سیالکوٹ کے ایما پر اس کتاب کا ترجمہ شروع کیا، اگرچہ بندہ کو اپنی کم علمی اور سبے بے بساقتی کے پیش نظر یہ کام مشکل نظر آیا، کہ من آئم کہ من داعم

حاجی صاحب کے اصرار پر یہ کام شروع کر دیا یہ کتاب بھی حاجی صاحب موصوف مکہ مکرمہ سے لیکر آئے اور بندہ کو حطای، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ترجمہ پایا تکمیل تک پہنچا۔

بندہ نے ترجمہ کیا اور اپنے برابر بزرگوار اور استاذ محترم حضرت علامہ حافظ محمد اشرف صاحب مجددی صاحب کو نظر ثانی کیلئے گزارش کی تو آپ نے اہتمام معارفیت کے باوجود اپنا قیمتی وقت صرف کر کے ترجمہ پر نظر ثانی فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا اور کتاب چھپوانے میں تعاون فرمایا، بندہ اگر برابر بزرگوار کا

شکر یہ نہ ادا کرے تو بہت غیر مناسب ہوگا قارئین کرام کو ترجمہ میں جہاں کہیں کوئی خوبی نظر آئے تو حضرت علامہ قبلہ حافظ محمد اشرف مجددی صاحب کی راہنمائی تصور کریں، اور جہاں خامی نظر آئے تو راقم السطور کی کم مائیگی اور بے بے بساقتی پر محمول کریں اور بندہ کو مطلع ضرور فرمائے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درست کر سکے۔

محترمی شہباز اللہ خان شیردانی کمیونٹر کمپوزر پروگرامیئر شیردانی کمیونٹری لٹریچر مٹرو مجاہد روڈ اشرف پلازہ، سیالکوٹ اور جناب قاری نذیر احمد نقشبندی موہڑی صاحب پروگرامیئر دانش آؤٹس کا شکر یہ ادا کرنا ضروری ہے کہ انہوں نے کمپوزنگ اور دوسرے معاملات میں تعاون فرمایا اور کتاب کو جلد از جلد لانے میں بندہ کی مدد کی۔

آخر میں دعا ہے کہ مولا کریم قارئین کو پڑھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

مولا کریم اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر بندہ کیلئے

ذریعہ نجات بنائے

حافظ محمد اکرم مجددی

خادم دارالعلوم مجددیہ مجدد آباد

ضلع سیالکوٹ

نوٹ: ناشر کے غیر کتاب میں دیے گئے ہیں حواشی آخر میں دیکھ لیں



بسم الله الرحمن الرحيم

## قرآنی ہدایات

اللہ تعالیٰ اپنی معجز کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ :-  
يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون يا ايها معدودات (البقرة آیت ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! فرض کئے گئے ہیں تم پر روزے جسے فرض کئے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے کہ کہیں تم پر ہمیں گار بن جاؤ، یہ لکھی کے چند روز ہیں  
۲۔ اللہ تعالیٰ اپنی اتاری ہوئی حکم کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ :-  
شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن هدى للناس وبينت من الهدى والفرقان فمن شهد منكم الشهر فليصمه (البقرة آیت ۱۸۵)

ترجمہ: ماہ رمضان المبارک جس میں اتارا گیا قرآن اس حال میں کہ یہ راہ حق دکھاتا ہے اور اس میں روشن دلیلیں ہیں ہدایت کی اور حق و باطل میں تفریق کرنے کی، سو جو کوئی ہمارے تم میں سے اس مہینہ کو وہ یہ مہینہ روزے رکھے۔  
۳۔ اللہ تعالیٰ رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

كانوا قليلا من الليل ما يهجعون وبالا معاهم يستغفرون (الاذاریات آیت نمبر ۱۷)

ترجمہ: یہ لوگ رات کو بہت کم سو یا کرتے تھے اور سحری کے وقت (اپنی غلطیوں) کی بخشش طلب کرتے تھے۔

## ارشادات نبوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا  
من قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه (راوی البخاری و مسلم)

ترجمہ: جس نے رمضان المبارک میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ بخش دئے گئے۔

۲۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا آپ پر اللہ کی رحمتیں اور سلام نازل ہو۔

ان اليه فرض عليكم صيام رمضان ومننت لكم قيامه فمن صامه وقامه ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه (روای اصحاب السنن)

بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام مستون کر دیا، پس جس کسی نے اس (رمضان) کا روزہ رکھا اور ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے اس کا قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے گئے۔

(ایماناً) اللہ کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے اور اللہ کریم کے پاکیزہ فریضہ کا اعتقاد رکھتے ہوئے۔

(احتساباً) اللہ کی بارگاہ سے اجر و ثواب طلب کرتے ہوئے۔ نہ کہ دنیاوی غرض کی وجہ سے۔

۳۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ  
اتاكم رمضان شهر بركة، يفشاكم الله فيه ثم فيحط فيه الخطايا، ويستجيب فيه الدعاء ينظر الله تعالى الى تنافسكم فيه، ويبا هي بكم الملائكة فاروا الله من انفسكم خيرا، فان الشقي من حرم فيه رحمة الله عز وجل (روای النسائی)

ترجمہ: تم پر رمضان آیا جو بڑی برکت والا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں اپنی رحمت میں ڈھانپ لیتے ہیں، اور اس میں غلطیوں کو معاف فرما دیتے ہیں، اور اس میں دعا قبول فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ تمہارے تنافس یعنی ٹیک کام میں آگے بڑھنے کو دیکھتے ہیں اور تمہارے بارے میں ملائکہ سے فرز کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف سے نیکی دکھاؤ، بد نصیب وہ شخص ہے جو اس مہینہ میں بھی اللہ بزرگ و برتر کی رحمت سے محروم رہ جائے۔

(تنافس) ٹیک کام اور اطاعت و فرمانبرداری میں تمہارا آگے بڑھنا۔

## دعا

اے اللہ ہمیں اخلاص نیت، بات میں سچائی، برائی سے دوری عطا فرما، اور ہمیں نفسانی خواہشات کی پیروی سے محفوظ فرما، ہمیں فتنوں کی گراہیوں سے بچا، اے رب العالمین! ہمارا خاتمہ بہتری اور سعادت کے ساتھ فرما۔

## دعا کے ماثورہ

اللهم انی اعوذ بک من منکرات الاخلاق والاعمال والاھواء  
اے اللہ! میں اخلاق، اعمال اور نفسانی خواہشات کی برائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ تبارک و تعالیٰ ونصلی علی من قبولہ خلقہ سیدنا محمد  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الداعی الی اللہ بالحکمة والموعظة  
الحسنة وعلی آلہ واصحابہ والتابعین لهم باحسان الی یوم الدین

حمد و صلوة کے بعد قیام رمضان یعنی نماز تراویح کے بارے میں یہ ایک  
چھوٹا سا بہت فائدہ مند رسالہ ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ، سچائی اور حق کو اپنی حقیقت  
کی طرف ہمیں دے گا، یعنی حق کو واضح کر دے گا، اور حجت اور دلیل کے ساتھ ان  
لوگوں کے فاسد خیالات اور شبہات کو دور کر دے گا جو خیال کرتے ہیں کہ قیام  
رمضان بیس رکعت نماز (تراویح) دین میں بدعت پیدا کی گئی ہے، اور وہ گیارہ  
رکعتوں پر اکتفا کر کے سنت مطہرہ کو زندہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں انہوں نے نہ  
جانا کہ وہ اپنے اس عمل کی وجہ سے حق سے ہٹ رہے ہیں اور سنت کی مخالفت کر  
رہے ہیں اور اس امت کے سلف صالحین اور اخطاف (متأخرین علماء) پر جہالت اور  
گمراہی کا عیب لگا رہے ہیں بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے سکوت اور خاموشی  
کو برائی کی طرف اور انکے اجماع کو ایسی بدعت کی طرف منسوب کرتے ہیں جو سنت  
مطہرہ کے مخالف ہے، حالانکہ اس کا حکم عمر (فاروق) رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اور  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ اور نیک صحابہ کرام نے اس کو جاری  
رکھا ہے (یہ لوگ) اس عمل کیساتھ (لوگوں) کی سوچوں میں گمراہی پیدا کر رہے  
ہیں اور مسلمانوں میں تفریق ڈال رہے ہیں انکے اختراع کو جدا جدا کرنے کے  
بادجو وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ کوئی بڑا عمدہ کام کر رہے ہیں۔  
میں نے اس رسالہ کو مندرجہ ذیل طریقہ کے مطابق مرتب کیا ہے

۱ بحث کا اجماعیہ

۲ نماز تراویح کا حکم اور اسکی فضیلت

۳ سب سے پہلے جس نے نماز تراویح ادا کی وہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ہیں

۴. اس شاذ کا نام نماز تراویح کیوں رکھا گیا
۵. تراویح کی رکعت کی تعداد اور اس میں علماء کے اقوال
۶. اس کا ثبوت کہ بیس رکعت تراویح ادا کرنا سنت ہے
۷. حرمین شریفین ہمارے مرکز اور مقتدا ہیں
۸. شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا فتویٰ جو ان شکوک و شبہات کا رد کرتا ہے
۹. فاروق اعظم کے عمل کو مغبوطی سے قحمانا سنت رسول کو مغبوطی سے قحمانا ہے
۱۰. نوجوانوں کو میری نصیحت اور بحث کا فائدہ

میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں فتنوں کی گراہیوں سے بچائے اور ہمیں نفسانی خواہشات کی پیروی سے محفوظ رکھے، اور ہمیں خلوص نیت عطا فرمائے۔ ہمیں شہرت اور خود نمائی کی محبت سے دور رکھے، بیشک وہ سننے والا اور دعا قبول کرنے والا ہے۔

### بحث کا ابتدائیہ

مسلمانوں پر کئی صدیاں اور طویل زمانے لڑ گیا اور وہ خیریت کیساتھ بھائی بھائی رہے، ایک دوسرے سے محبت کرتے اور آپس میں تعاون کرتے رہے۔ رمضان میں نماز تراویح پڑھتے رہے اور ان میں الفت، محبت اور اتفاق ہی رہا، اسلام نے انکو اپنی آسان تعلیمات اور بنیادی ہدایات میں جمع رکھا، کسی چیز نے ان کی صفائی اور نظافت کو نکلور نہ کیا، یا انکی جماعت میں اختلاف نہ ڈالا، رمضان ہو یا غیر رمضان، کیونکہ قرآن اور رحمان کی اطاعت و فرمانبرداری ہی میں مصروف رہے۔ پھر یہ فکری جمود اور علمی ترقی میں رکاوٹ کا دور آگیا کہ مسلمانوں نے کسی ایسی چیز کو نہ پایا، جس سے با مقصد اور اہم کام کی طرف لپٹنے آپ کو لے جائیں سوائے فری مسائل میں مشغول ہونے اور بنیادی اصولوں کو ترک کرنے کے حالانکہ انکی زیادہ توجہ ایسے امور کی طرف ہوتی چلی ہے جسے جو زیادہ اہم اور ضروری

تھے، اور ان میں فروعات (چھوٹے مسائل) کی وجہ سے اختلاف چل نکلا جو مسلمانوں کے بیچ رہ جانے کا ایک سبب بن گیا اور انسانی تہذیب و ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کی بجائے مسلمانوں کو پیچھے دھکیل دیا، حالانکہ یہ لوگ تہذیب و تمدن میں قائد اور راہنما تھے۔

تجربہ یہ ہے کہ جو اس بودھ کو یعنی اسلام کے درست طریقے سے انحراف کا بار اٹھا رہے ہیں وہ عام لوگ نہیں بلکہ خاص لوگ ہیں جو امت کی سرداری کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے ہیں اور جنکو صاحب علم تصور کیا جاتا ہے، اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ سلف صالحین کی سنت کو زندہ کرنا چاہتے ہیں اور یہ دُغم دُگتے ہیں کہ وہ بڑے شفیق ہیں اور علم کے اس بلند درجے پر فائز ہیں کہ جس پر عصر حاضر کے اکثر علماء نہیں پہنچے، بلکہ کبھی کبھی بعض علماء کے مقابلہ میں فرزد کرتے لگتے ہیں جہاں تک کہ ان کے بارے خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ائمہ مجتہدین کے درجے پر پہنچ چکے ہیں پھر مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کیلئے سلف صالحین اور جمہور علماء کے مذہب و مسلک کے خلاف عجیب عجیب آراء اور تعجب خیز مسائل پیش کرتے ہیں، کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

یا علماء العصر یا ملج البلد  
ما یصلح المصلح اذا المصلح فسد

ترجمہ: اے زمانے کے علماء، اے ملک کے صاحب علم حضرات! جب علماء ہی بگڑ جائیں تو ان کی اصلاح کون کریگا۔

وہ دین جو دلوں کو جوڑتا ہے، حصوں میں اتحاد پیدا کرتا ہے، اور اخوت اسلامیہ کے ستونوں کو مغبوط بناتا ہے آج کل وہی دین جہالت، نفسانی خواہشات کے غلبہ، شکوک، مقابلے، فرقہ بندی اور نزاع کا سبب بنا ہوا ہے، اور اس اخوت ایمانی کے عہد کو پارہ پارہ کرنے کی دعوت دیتا ہے، جس اخوت ایمانی نے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے اتحاد کو قائم رکھا ہے۔ (ارشاد باری ہے کہ)

انما المؤمنون اخوة فاصلموا بین اخویکم

ترجمہ: بے شک اہل ایمان بھائی بھائی ہیں، پس صلح کرو اور اپنے دو بھائیوں کے

درمیان



والے ناکامی اُشہرت پسند شیوخ کی تقلید کرتے ہوئے اور اندھے تعصب کے مختلف خیالات کیوجہ سے مسلمان دور حاضر کے لئے افسوسناک، غمناک اور درد ناک حالات میں مبتلا ہو گئے ہیں، وہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم اس مصیبت زدہ دور میں اجتہاد کے اہل ہیں، مسلمانوں کے درمیان عداوت اور فرقہ بندی کی آگ بھڑکتے ہیں اور معمولی معمولی معاملات میں فتنوں کو اٹھاتے ہیں، جیسے مسیح پر شہار کرنا، مذاہن دونوں ہاتھ چھوڑنا یا باندھنا، نماز تراویح، عالم کے ہاتھ کو بوسہ دینا، آنے والے مہینے کیلئے کھانا پکانا، جماعت بن کر اللہ کا ذکر کرنا، اور قاری کا کلمات کرنے کے بعد "سبح اللہ العظیم" کہنا، اسی طرح کے اور کام بھی ہیں، جن میں متحکمانے اور مناظرے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دین اسلام ایسے امور میں وسعت اور آسانی رکھتا ہے، لہذا حرام و حلال کے احکام کو چھوڑ کر افضل اور غیر افضل کے دائرے میں اپنی دوڑ کو محدود نہ کر دوں ان جہتی اور فردی مسائل کو ان لوگوں نے ان بڑے بڑے اصولی مسائل کی جگہ رکھ دیا ہے جسکا اہتمام کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے، مثلاً عقیدہ کے مسائل، کلمہ اعتقاد کی بنیاد پر وحدت قائم رکھنا، حجاب کن تحریکوں، دعوت دین کے نام پر دین کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں، الحاد دہے دینی کے تیر برسائے والی اہمیتوں کے مقابلہ کیلئے صف بستہ رہنا، اور اس اخلاقی لٹکا کی اصلاح کرنا جو نوجوان مردوں اور عورتوں میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔

گویا مسلمان آج اس کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں کہ کون ہے جو انکو پارہ پارہ کرے اور انکے اجتماع کو بکھر دے، جبکہ استعمار دشمن نے انکو پہلے ہی جدا جدا کر رکھا ہے، اور انکو چھوٹے چھوٹے گروہ اور ٹولے بنا دیا ہے، (ارشاد ربانی) کل حزب بما لدیہم فرحون

ترجمہ: ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے۔

اور اس سے بڑھ کر شکست کھانے اور مغلوب ہو چکی بات یہ ہے کہ قطع تعلقی آپس میں دشمنی، متحکمانے اور اختلاف جس میں مسلمان آج مبتلا ہیں اسکو دینی غیرت کا نام دیکر اسیانے سنت کے نام سے بھی سلف صالحین کے نام سے اور کبھی کسی اور طریقہ سے پیش کرتے ہیں حالانکہ اسلاف اس سے بری اور آزاد تھے

اور یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ برا نصیحت قسم کا دھوکا ہے جسکی تدبیریں دشمن لوگ مسلمانوں کیلئے کر رہے ہیں تاکہ بڑے بڑے کاموں سے ہٹا کر انکو چھوٹے چھوٹے کاموں میں مشغول کر دیں اور انکی اپنی لڑائی کو سخت کر کے لگے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیں، اور انکی جماعت کو فرقہ فرقہ بنادیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات بیانات میں مسلمانوں کو اس سے ڈرایا ہے، پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا

ترجمہ: اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت (جو اس نے) تم پر فرمائی جبکہ تم تھے (آپس میں) دشمن، پس اس نے الفت پیدا کر دی تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اسکے احسان کے بدلے بھائی بھائی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو بہت عظمت والا ہے

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

ترجمہ: اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے تھے اور اختلاف کرنے لگے تھے اس کے بعد بھی جب آپکیں تمہیں ان کے پاس روشن نشانیاں اور ان لوگوں کیلئے عذاب ہے بہت بڑا

اگر یہ سلفی پٹنے والے مسلمانوں کو اس حال میں چھوڑ دیں تو انکا کیا نقصان ہے کہ وہ آٹھ رکعت یا بیس رکعت پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح پاتھ سے شمار کریں یا تسبیح سے اور اللہ کا ذکر علیحدہ علیحدہ کریں یا جماعت سے کریں، اگر ان کا مقصد دین کی خدمت ہے تو اپنی کوششیں ٹھنڈوں، بے دیتوں اور کیونرسوں کے مقابلہ کیلئے وقف کر دیں، بجائے اس کے کہ وہ اپنا مقصد عبادت گزار نمازیوں کا مقابلہ کرنا بنالیں، انکو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد یاد

کرنا چاہیے جو بادی اور امین ہیں

إِنَّ هَذَا الدِّينَ يَسُوْرُنْ يَشَادُ الدِّينَ أَحَدُ الْأَخْلَبِ

ترجمہ: یہ شہد یہ دین آسان ہے اور مقابلہ کر کے دین پر کوئی غالب نہیں آسکے گا

مگر دین ہی اس پر غالب آئے گا  
اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ  
بشروا ولا تنفروا، ویسروا ولا تفسروا  
خوشخبری سناؤ (دین سے) نفرت نہ دلاؤ اور (دین کو) آسان نہ بنناؤ  
اے اللہ! ہمارے دلوں میں ہدایت اتنا کر دے اور ہمیں نفسانی خواہشات کی  
اتباع سے محفوظ فرما، اور ہمیں فتنوں کی گرائیوں سے بچا، اے تمام جہانوں کے  
پالنے والے (آمین)  
ہم چاہتے ہیں کہ اب اپنا مقصد یعنی نماز تراویح کے بارے نبوت کی ہدایت کا بیان  
شرع کریں، پس ہم کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد اور توفیق مانگتے ہیں۔

## نماز تراویح

### نماز تراویح کا حکم اور اس کی فضیلت

نماز تراویح ۱ یہ وہ نماز ہے جو رمضان الحکم کے مہینہ کی راتوں میں نماز  
عشاء کے بعد اور وتروں سے پہلے ادا کی جاتی ہے۔

یہ نماز مردوں اور عورتوں کیلئے سنت ہے، اس سنت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم نے لگاتار ادا کیا اور لوگوں کو اس کے ادا کرنے کی رغبت دلائی، نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرام اور تابعین (حضرات) نے ان کو  
ہمیشہ ادا کیا، یہ رمضان المبارک کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، مسلمانوں  
کے دلوں میں اسکی بہت عظمت و شان ہے۔ رب العالمین کے ہاں اسکی بڑی  
قدر و منزلت اور فضیلت ہے۔

صحیح حدیث میں ہے جس کو امام بخاری نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:-

من قام رمضان ايمانًا واحتسابًا غفر له ما تقدم من ذنبه

ترجمہ: جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کیا اسکے  
گذشتہ گناہ بخش دیئے گئے

حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ جس نے رمضان المبارک کی راتیں نماز،  
ذکر اور تلاوت قرآن کے ساتھ اور ایمان رکھتے ہوئے اور اس سے اجر و ثواب چاہتے  
ہوئے گزاریں، اللہ تعالیٰ اسکے گذشتہ معصیہ کبیرے گناہ بخش دے گا، لیکن  
کبیرے گناہ کیلئے بڑی بڑی توبہ کی ضرورت ہے، جیسا کہ بہت سے فقہاء نے اس کی  
وضاحت کی ہے۔ ۲

سب سے پہلے نماز تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی

ابن قدامہ نے اپنی جامع کتاب المغنی میں کہا ہے کہ جس کی عبارت یہ ہے :-

وہی سنت مؤکدہ واول من سننھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ : یہ (نماز تراویح) سنت مؤکدہ ہے اور اس کو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمایا ہے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا - حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے قیام کے متعلق رغبت دلائے تھے بغیر اس کے کہ ان کو حکم دیکر لازمی قرار دیتے۔

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ :-

من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (رواہ مسلم)

ترجمہ : جس نے رمضان میں قیام کیا اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت رکھتے ہوئے تو اسے گزشتہ گناہ معاف کر دیتے جائیں گے (مسلم شریف)

(ب) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز ادا فرمائی تو آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی، پھر آئندہ رات نماز پڑھائی تو لوگ زیادہ ہو گئے، تیسری یا چوتھی رات اور زیادہ لوگ جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی طرف نہ لکے پھر جب صبح ہوئی تو فرمایا :-

قد رأیت الذی صنعتہ فلم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی خشیت ان تقرض علیکم

ترجمہ : میں نے دیکھا جو تم نے کیا، پس مجھے جہادی طرف لکنے سے صرف اس بات نے روکا کہ تم پر یہ (نماز) فرض کر دی جائے گی۔

(ج) وعن ابی ہریرۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا الناس فی رمضان یصلون فی ناحیۃ المسجد فقال ! ما هؤلاء ؟ قیل هؤلاء ناس ینس معکم قرآن ، وابی بن کعب یمسک بکم . وہم یصلون صلاتہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصابوا ولنم ما صنعوا (راوہ ابو داؤد)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلا دیکھتے ہیں کہ لوگ رمضان میں مسجد کی ایک طرف نماز پڑھ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ؟ عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جنکو قرآن یاد نہیں ہے اور حضرت ابی بن کعب انکو نماز پڑھا رہے ہیں، اور وہ لنگے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہوں نے جو کیا بہت اچھا کیا (ابو داؤد شریف)

نماز تراویح کی نسبت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے کیونکہ انہوں نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جمع کیا اور وہ انکو نماز پڑھاتے رہے۔

(امام بخاری نے عبد الرحمن بن عبد القاری سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ میں رمضان کی رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا، کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ گردہ گردہ بن کر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے، ایک آدمی اکیلے نماز پڑھتا ہے، اور ایک آدمی نماز پڑھتا ہے، اور اس کے ساتھ ایک گردہ نماز پڑھ رہا ہے حضرت عمر (فاروق) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اگر میں انکو ایک قادی کے ساتھ جمع کروں تو بہتر ہوگا، یعنی افضل اور نیکی کے زیادہ قریب ہوگا، پھر آپ نے پختہ ارادہ فرمایا اور ان کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں جمع کر دیا۔

عبد الرحمن بن عبد القاری نے کہا پھر میں ایک رات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کیساتھ باہر نکلا، جبکہ لوگ مسجد میں اپنے قادی کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں تو عمر (فاروق) رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ :-

نصحت البدعۃ هذا

ترجمہ : یہ اچھی بدعت ہے۔

نیز فرمایا کہ جو سو گئے ہیں وہ قیام کرنے والوں سے افضل ہیں، اس سے آپ کی مراد رات کے آخری حصہ میں قیام کرنے والے ہیں جو رات کے پہلے حصے میں سو جاتے تھے، (اور رات کے پہلے حصے میں نماز تراویح پڑھتے تھے) اور اکثر لوگ رات کے اول حصے میں قیام کرتے تھے، اسکو امام بخاری نے بیان کیا ۱۔

ان احادیث مبارکہ صحیحہ سے ہمیں اچھی طرح واضح اور روشن ہو جاتا ہے کہ سب سے پہلے ہمارے آقا رسول خدا نبی آخر زمان تاجدار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین یا چار رات نماز پڑھائی پھر اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام پر شفقت اور رحمت فرماتے ہوئے مسجد میں اٹکے پاس تشریف نہیں لائے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر تراویح فرض ہوجانے کا خوف کیا، یعنی اگر میں مسلسل پڑھاتا رہا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھتے رہے تو امت پر کہیں نماز تراویح فرض نہ ہو جائے۔ اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منفرج فی جوف اللیل وذلک فی رمضان ترجمہ: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے درمیانی حصے میں باہر تشریف لائے اور یہ رمضان کا واقعہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی تو آپ کے ساتھ بہت سے لوگوں نے نماز پڑھی، لوگ اس بارے ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگے تو پہلے سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رات باہر تشریف لائے تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، لوگ اس بارے (آپس میں) ذکر کرتے رہے، پس تیسری رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد، مسجد والوں سے عاجز آ گئی، یعنی لوگ اس قدر اٹکے کہ مسجد میں لوگ نہ سہاتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس باہر نماز پڑھانے کیلئے تشریف نہ لائے، لوگ الصلوۃ الصلوۃ (نماز - نماز) کہنے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کی طرف تشریف نہ لائے، مہاتک کہ آپ فجر کی نماز کیلئے باہر تشریف لائے، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے پھر توحید و رسالت کی گواہی کے بعد ارشاد فرمایا۔

ما بعد فہانہ لم یضف علی شاتمک اللیلۃ، لکن فی خشیت ان تغضب

علیکم صلوۃ اللیل فتعجزوا عنہا

ترجمہ: تمہاری رات کی حالت بھڑ پر پوشیدہ نہیں تھی لیکن میں ڈر گیا تھا کہ تم پر رات کی نماز (تراویح) فرض ہو جائیگی، پس تم اس کے ادا کرنے سے عاجز آ جاؤ گے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ

فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا مر صلی ذالک

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وار فانی سے رخصت فرما گئے اور معاملہ اسی طرح رہا۔

### نماز تراویح کی وجہ تسمیہ

قیام رمضان کی نماز کا نام تراویح رکھا گیا ہے کیونکہ وہ بہت رکتوں والی ایک لمبی نماز ہے، نمازی اس میں ہر چار رکت کے بعد آرام کرتے ہیں پھر اسی طرح نماز پڑھتے رہتے ہیں، پس اس لئے اس کا نام نماز تراویح رکھا گیا ہے۔

ابن منظور نے لسان العرب میں کہا ہے کہ

”تراویح“ ترویج کی جمع ہے اور اسکا معنی ایک دفعہ آرام کرنا ہے جیسے سلام سے تسلیت ایک دفعہ سلام کرنا، اور ترویج و رمضان نے مہینہ میں آرام کرنا ہے اس کا نام لوگوں کے ہر چار رکت کے بعد آرام کرنے کی وجہ سے رکھا گیا ہے، پھر ابن منظور نے کہا راحت ”آرام“ (تعب) (تھکاوٹ) کی ضد ہے، حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ارحنا یا بلال

ترجمہ: اے بلال ہمیں راحت پہنچائیے

یعنی نماز کیلئے آذان دیکھئے، ہم اسے ادا کر کے آرام پائیں گے، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے راحت و آرام حاصل کرتے تھے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرگوشی کرنا ہے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وجعلت قرة عینی فی الصلوۃ

ترجمہ: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

پس نماز تراویح تب قیام رمضان کی نماز ہے، جس طرح ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا، بتکوہم نے ذکر کیا ہے۔



## نماز تراویح کی رکعات کی تعداد

نماز تراویح نوافل مؤکدہ (سنت مؤکدہ) میں سے ہے، جس طرح اس پر پہلی گزرنے والی احادیث شریفہ دلالت کرتی ہیں۔ اور یہ وتر کے علاوہ بیس رکعت ہیں اور وتر سمیت چھتیس رکعت ہو جاتی ہیں۔ غلیظہ راشد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک سے ہمارے اس زمانہ تک مستندین سلف صالحین کا یہی طریقہ رہا ہے اور امت کا اسی پر اتفاق ہے اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اللہ کو راضی رکھیں۔ اس معاملہ میں ائمہ اربعہ مجتہدین میں سے کسی فقیہ نے اختلاف نہیں کیا مگر وہ جو امام دارالجمرات امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ

تراویح میں ان کا قول چھتیس رکعت تک ہے، انہیں سے دوسری روایت ہے جس میں وہ اہل مدینہ کے عمل سے دلیل پکڑتے ہیں پھر حضرت نافع سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ادرکت الناس یقومون رمضان بتسع وثلاثین رکعة یوترون منها بثلاث شترجہ: میں نے لوگوں کو پایا کہ وہ رمضان میں انیس رکعت قیام کرتے ہیں ان میں تین رکعت وتر پڑھتے ہیں۔

لیکن اس بارے میں مشہور روایت جس پر جمہور (شوافع، حنابلہ اور احناف) کا اتفاق ہے پس وہ بیس رکعت ہیں، اس پر مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے اور مکمل اجماع ہے۔ اور لازمی محکومے کے شر میں اللہ تعالیٰ مومنوں کیلئے کافی ہے۔

## ائمہ مجتہدین کے دلائل

(۱) احتج ائمة المذاهب علی انھا عشرون رکعة بما رواه المبیہقی وغيرہ بلا سناد الصریح الصحيح "عن السائب بن یزید" رضی اللہ عنہ۔ الصحابی المشہور۔ انه قال: "کانوا یقومون علی عہد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ فی شہر رمضان بعشرين رکعة۔"

(ب) واحتجوا ايضا بما رواه مالك في الموطأ المبیہقی ایضاً عن "یزید بن رومان" قال: "کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ بثلاث وعشرين رکعة" یعنی یصلون التراویح عشرين رکعة ویوترون بثلاث رکعات مثلاً

(ج) واحتجوا كذلك بما روی عن الحسن ان عمر رضی اللہ عنہ جمع الناس علی "ابی بن کعب" فكان یصلی لهم عشرين رکعة ولا یقنت بهم الا فی النصف الثاني، فاذا کان العشر الاواخر من رمضان تخلف ابي فصلى فی بیته، فكانوا یقولون "ابق ابي" لا

(۱) ائمہ مذاہب نے (تراویح) کے بیس رکعت ہونے پر اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے جو یحییٰ وغیرہ نے اسناد صریح اور صحیح سے روایت کی ہے۔

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو مشہور صحابی ہیں، انہوں نے کہا (لوگ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ماہ رمضان میں بیس رکعت قیام کرتے تھے۔

(ب) انہوں نے اس حدیث سے بھی دلیل پکڑی ہے جو امام مالک نے مؤطا میں روایت کی اور یتیمی نے بھی یزید بن رومان سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں چھتیس رکعت ادا فرماتے تھے، یعنی نماز تراویح میں رکعت پڑھتے اور تین رکعت وتر ادا کرتے۔

(ج) اس طرح انہوں نے (ائمہ اربعہ) نے اس روایت کو بھی دلیل بنایا ہے کہ جو (حضرت امام) حسن سے روایت ہے، بیس رکعت پڑھا رہے تھے، اور دعائے قنوت صرف رمضان کے آخری نصف میں پڑھتے۔

پس جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ تراویح نہ پڑھاتے اور وہ اپنے گھر میں نماز پڑھتے تو لوگ کہتے تھے ابی بھاگ گئے۔

اس کے علاوہ ابن قدامہ نے معنی میں بیان کیا ہے کہ اجماع اس پر ہے کہ وہ (نماز تراویح) بیس رکعت ہیں (اور امام) رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت کا رد کیا ہے جس میں چھتیس رکعت کا ذکر ہے۔ امام ابن قدامہ بیان کرتے ہیں

ماہ رمضان المبارک کا قیام یعنی نماز تراویح بیس رکعت ہیں اور وہ سنت مؤکدہ ہیں اور شب سے پہلے جس نے اسکو سنت قرار دیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ



وسلم ہیں اور تراویح کی نسبت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے کیونکہ انہوں نے لوگوں کو اپنی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کیا، پس وہ انکو نماز پڑھاتے تھے۔

پس روایت کی گئی ہے کہ فاروق اعظم رمضان شریف میں ایک رات مسجد کی طرف نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ مسجد میں جدا جدا نماز ادا کر رہے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں انکو ایک قاری کے ساتھ جمع کر دوں (تو بہتر ہے) پھر آپ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کر دیا پھر ایک اور رات باہر نکلے جبکہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

نعمت البدعة هذا ۱۲

ترجمہ: یہ بہت اچھی بدعت ہے۔

پھر ابن قدامہ نے فرمایا ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مختار قول تراویح کے بارے میں یہی ہے کہ یہ تیس رکعت ہیں اور یہی امام ثوری، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی نے فرمایا ہے اور امام مالک علیہ الرحمۃ نے فرمایا چھتیس رکعت ہیں انہوں نے مدینہ والوں کے عمل سے اسکو معلق کیا ہے اور ہمارے لئے دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کیا تو وہ انکو تیس رکعت پڑھاتے تھے اور امام مالک نے بھی یزید بن رومان سے بھی روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان المبارک کے اندر چھتیس رکعت قیام کرتے تھے (یعنی تین دتر اور تیس رکعت نماز تراویح ادا کرتے تھے)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں تیس رکعت پڑھاتے اور یہ عمل اجتماع کی طرح ہے، ابن قدامہ نے کہا

اگر ثابت ہو جائے کہ تمام اہل مدینہ نے اس طرح کیا ہے یعنی چھتیس رکعت پڑھی ہیں تو اس کے مطابق ہوتا، جو حضرت عمر نے کیا ہے اور آپ کی خلافت میں

جس پر صحابہ کا اجتماع ہو گیا وہ عمل سب سے زیادہ اتباع کے لائق ہے۔ اور بعض اہل علم نے کہا ہے کہ مدینہ والوں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ وہ مکہ سے برابری چاہتے تھے، (یعنی ثواب میں ان کے برابر ہوتا) کیونکہ مکہ والے ہر دو ترمیموں کے درمیان سات چکر کا طواف کرتے تو مدینہ والوں نے ہر سات چکروں کی جگہ چار رکعت (نوافل) کرنے اور جس عمل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے اختیار کیا وہ اتباع کا سب سے زیادہ حقدار اور بہتر ہے۔

مردی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجدوں کے پاس سے گزروے اور ماہ رمضان میں وہاں قندیلیں (روشن) دیکھیں تو فرمایا نور اللہ علی عمر قبر لا کما نور علینا مسجدنا

ترجمہ: اللہ عمر کی قبر روشن کرے جس طرح انہوں نے ہماری مسجدیں روشن کیں۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام رمضان کے مہینے میں لوگوں کے ساتھ اس قدر قرات کرے جو ان پر آسان ہو اور ان پر بوجھ نہ پڑے اور کام اس کے مطابق ہو جو لوگ برداشت کر لیں۔

قاضی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: (ماہ رمضان) میں ایک شتم (قرآن) سے کم کرنا مستحب نہیں ہے، لوگوں کو پورا قرآن سننا چاہیے، مکتھبوں کی تکلیف کو ناپسند کرتے ہوئے ایک قرآن سے زیادہ نہ کرے، ابن قدامہ کا کلام شتم ہوا میں کہتا ہوں (مؤلف کتاب مابونی) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب تراویح تیس رکعت ہیں اسی وجہ سے اکثر مجتہدین کا اجتماع تیس رکعت (تراویح) کے افضل ہونے پر ہے۔

شیخ درویر کی کتاب "اقرّب المسائل علی مذہب امام مالک" ج ۱ اول صفحہ ۵۵۲ میں اس کا واضح بیان ہے۔

"رمضان میں تراویح عشاء کے بعد تیس رکعت ہیں، ہر دو رکعت پر سلام پھیرے، شفع اور وتر کے بغیر نماز تراویح میں ایک قرآن مجید کا شتم کرنا مستحب ہے، اس طریقہ پر کہ ہر رات کو ایک پارہ پڑھے اور انکو تیس رکعت پر تقسیم کر دے، اور اگر بالجماعت تراویح کی نماز سے مساجد خالی نہ ہو جائیں تو اپنے گھر اکیلے نماز تراویح پڑھ لینا بھی جائز ہے، اگر اس فعل سے مسجدوں کا خالی چھوڑ دینا لازم آئے یعنی

لوگ زیادہ گھر میں ہی نماز ادا کرنے لگیں اور مساجد میں جانا چھوڑ دیں تو انکو مسجدوں میں جماعت کیساتھ ادا کرنا ہی بہتر ہے۔<sup>۱۵</sup>  
اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کا اس پر اجماع ہونے کی وجہ سے امام شافعی اور امام ابو حنیفہ و جہما اللہ بھی اسی طرف گئے ہیں کہ نماز تراویح نہیں رکھتے ہیں۔

امام ابن عبدالبر نے فرمایا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحیح ہے کہ انہوں نے صحابہ کو اختلاف کے بغیر تیس رکعت پڑھائیں۔  
مختصر المزنی میں ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا  
"میں نے لوگوں کو مدینہ میں دیکھا کہ وہ انسانی رکعت ادا کرتے ہیں اور مجھے تیس رکعت پسند ہیں کیونکہ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اسی طرح کہ (مکرّمہ) میں لوگ تیس رکعت ادا کرتے ہیں اور تین رکعت وتر پڑھتے ہیں۔

### امام ترمذی کا کلام

امام ترمذی نے اپنی جامع جو سنن ترمذی کے نام سے مشہور ہے فرمایا ہے کہ اکثر اہل علم اسی پر ہیں جو حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور انکے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ کبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (نماز تراویح) تیس رکعت ہیں اور یہی قول حضرت امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک اور امام شافعی علیہم السلام کا ہے  
اور امام شافعی نے فرمایا میں نے اسی طرح لوگوں کو اپنے شہر کہ مکرمہ میں پایا کہ وہ تیس رکعت پڑھتے ہیں۔

### اکثر اربعہ کے بارے میں ابن رشد کا قول

"ابن رشد نے" بدایہ المتعمد "میں کہا ہے کہ امام مالک نے اپنے دو بقولوں میں سے ایک میں اور نظام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ قیام رمضان و تہوں کے علاوہ تیس رکعت ہیں۔

### امام نووی کا قول

امام نووی نے المبحر جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۲۶ میں جو کہا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ نماز تراویح دس سلاطوں کے ساتھ وتر کے علاوہ تیس رکعت ہیں، اور یہ پانچ ترمذی ہیں اور ترویج دو سلام کیساتھ چار رکعت ہیں اور یہی ابو حنیفہ انکے اصحاب، ابو یوسف اور امام محمد وغیرہم، امام احمد اور امام داؤد وغیرہ نے کہا ہے اور اسی قول کو قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے جمہور علماء سے نقل کیا ہے

### امام مالک کا قول

نماز تراویح نو ترویجے ہیں اور وہ چھتیس رکعت وتر کے علاوہ ہیں۔  
ہمارے اصحاب (جمہور رائدہ) نے اس روایت کو دلیل بنایا ہے جو پہلی نے صحیح سند کے ساتھ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ  
كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب رضي الله عنه في شهر رمضان بمشربين ركعة. وكانوا يتكثرون على عميمهم في عهد عثمان من شدّة القيام

ترجمہ: لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں تیس رکعت (نماز تراویح) ادا کرتے تھے، اور دو سو آیات کے ساتھ قیام کرتے تھے اور عہد عثمانی میں قیام کے سخت ہونے کی وجہ سے اپنی لاشوں پر ٹیک لگا لیتے تھے۔

یزید بن رومان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تیس رکعت ادا کرتے تھے، اے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں یزید بن رومان سے روایت کیا ہے، اسکو جہتی نے بھی روایت کیا ہے لیکن یہ روایت مرسل ہے کیونکہ یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔

جہتی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ ان دونوں روایتوں کو اس طریقہ پر جمع کیا جائے کہ وہ تیس رکعت (نماز تراویح) ادا کرتے تھے اور تین رکعت وتر اور جہتی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے کہ

قیام رمضان بمشریق رکعت  
ترجمہ: قیام رمضان (نماز تراویح) بیس رکعت ہیں۔

### امام ابن تیمیہ کا موقف

امام ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں کہا ہے کہ ثابت ہو گیا کہ حضرت ابی بن کعب رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت اور تین وتر پڑھاتے تھے، پس اکثر علماء کی رائے ہے کہ یہی سنت ہے کیونکہ مہاجرین اور انصار نے قیام (بیس رکعت) کیا اور کسی نے انکار نہیں کیا۔

### عبداللہ بن محمد بن عبد الوہاب کا موقف

مجموعہ فتاویٰ نجد یہ ہیں کہ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے رکعات تراویح کی تعداد کے بارے سوال کے جواب میں ذکر کیا ہے کہ ان عمر رضی اللہ عنہ لعاجم الناس علی ابی بن کعب کانت صلواتهم عشرين رکعة

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کیا تھا تو ان کی نماز (تراویح) بیس رکعت تھی۔

پس یہ بہت زیادہ ارشادات ہو اکثر علماء مسلمین اور سلف صالحین کے ہیں جن سے یہ عمل ثابت ہوتا ہے جس میں شک کی گنجائش نہیں۔

گویا کہ نماز تراویح کے بارے وہ موقف جس پر آج مسلمان ہیں وہ یہ ہے کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے یہی حق ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور یہی وہ موقف ہے جو صحابہ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے، ان سب پر اللہ راضی ہو۔

اور اکثر مجتہدین (چاروں مذاہب کے اماموں) کا اجماع ہے یہی وہ لوگ ہیں جو ہر زمانہ اور ہر وقت میں ہدایت کے تھنڈے اور علم کے منارے ہیں۔ اور یہی وہ موقف ہے جس کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا، یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہ ہیں۔

الذی جعل الحق علی لسانہ وقلبہ

ترجمہ: جن کے دل اور زبان پر اللہ تعالیٰ نے حق رکھ دیا ہے۔ جس طرح اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے۔

### ہمارے مقتدا۔۔۔۔۔ حرمین شریفین

ہم مسلمان ہیں اور ہمارے مقتدا۔۔۔۔۔ حرمین شریفین ہیں

### مسجد حرام

جس کو اللہ تعالیٰ نے مشرق و مغرب کے مسلمانوں کی مساجد کیلئے قبلہ بنایا ہے اللہ رب العزت اس کے بارے فرماتے ہیں۔

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکنا و ہدی للعالمین

ترجمہ: ہے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کیلئے مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور سارے جہانوں کا راستہ۔

### مسجد نبوی شریف

(یہ وہ مسجد ہے) جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اور اللہ بزرگ و برتر نے اپنے ارشاد میں اس مسجد اور اہل مسجد کی تعریف کی ہے۔

للمسجد اس علی التقویٰ من اول یوم احق ان تقوم فیہ، فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین

ترجمہ: بیشک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جسکی بنیاد پر ہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو، اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب سنبھرا ہونا چاہتے ہیں اور سنبھرے اللہ کو پیارے ہیں۔

پس صحابہ کبار کے زمانے سے ہمارے اس زمانہ تک کہتے لوگ ہیں جنہوں نے ان دونوں حرموں میں نماز تراویح ادا کی ہے کیا وہ اس میں بیس رکعت نماز (تراویح) نہیں ادا کرتے تھے، حالانکہ وہ دونوں حرم مسلمانوں کی مساجد کا قبلہ ہیں۔

بیس تراویح کو بدعت کہنے والے جاہل ہیں

پس کیا یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ تمام مسلمان ایک بری چیز اور دینی امور میں سے ایک بدعت پر متبع ہو گئے اور تمام لوگ اس سے خاموش رہے حالانکہ ان میں علماء و فقہاء اور محدثین بھی موجود تھے۔

کئی قومیں اور کئی صدیاں گزر گئیں اگر یہ (تیس رکعت تراویح) بدعت اور برائی ہیں تو کسی نے بھی اس برائی سے نہ روکا، جس طرح جاہلوں کا خیال ہے۔

### سلفی دعوت

یہ وہی دعوت ہے جو سلف صالحین کے طریقے پر مضبوطی سے عمل کرنے کی دعوت ہے، نجد اور حجاز کے علاقہ میں یہ دعوت شروع ہوئی، سعودیہ کے علماء ایک بدعت کام پر کیسے خاموش رہتے، اور دین میں ایسی برائی کی مخالفت نہ کرتے جبکہ اس کام میں انکے ساتھ تمام عالم اسلام کے علماء بھی شریک ہیں۔ میں نے (مصنف نے) مکہ مکرمہ میں تیس سال گزارے ہیں اور امام کے پیچھے ہر رمضان المبارک کو مسجد حرام میں تیس رکعت نماز (تراویح) پڑھتے رہے ہیں، پھر ہم امام کے ساتھ تین رکعت و تراویح کرتے ہیں، نجد و حجاز اور عالم اسلام کی چاروں اطراف کے علماء بھی اسی طرح نماز پڑھتے ہیں اور کسی نے انکار نہیں کیا اور نہ ہی اس پر اعتراض کیا ہے، کیا یہ انکی طرف سے تیس رکعت (تراویح) کے شرعی ہونے کا اقرار نہیں ہے؟

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ و ارشاد کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے نہیں افضل ہے پھر مشرق و مغرب میں مسلمانوں کی مسجدیں ہمارے زمانے میں نمازیوں سے بھر جاتی ہیں خصوصاً رمضان میں۔

افریقائی ممالک، ملک شام، مصر، سعودیہ عرب اور پاکستان کی بڑی مسجدوں میں وہ نماز تراویح تیس رکعت پڑھتے ہیں، پس کیا یہ تمام لوگ جہالت اور گمراہی پر ہیں جس طرح سلفی بننے والے جاہلوں کا گمان ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کیسے برائی اور گمراہی پر جمع ہو سکتی ہے حالانکہ صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ لا تعصم امتی علی ضلالتہ

ترجمہ: میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ  
ماکان اللہ لیجمع امتی علی ضلالتہ<sup>۱۹</sup>

ترجمہ: اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

خطاکار ذہن مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے جمع ہیں۔

عجب یہ کہ یہ لوگ جو شہرت کے پہاڑ کی چوٹی پر سوار ہونا پسند کرتے ہیں اور اپنی علی فوقیت، سرداری اور تیز فہمی کے ساتھ مشہور کئے جاتے ہیں، خلاف اصول اور غلط باتیں کرتے ہیں، سلف صالحین کو جاہل بتانے اور حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ٹکڑے ہمارے اس زمانے تک کے لئے اور پرانے دور کے علماء اسلام اور پوری امت کو گمراہ کئے پر جمع ہیں۔

جو شخص بھی تیس رکعت نماز تراویح پڑھے اسے گمراہی کی طرف منسوب کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے آگے بڑھے کہ تراویح میں گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھنے والے کو اس شخص کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں جو ظہر کی پانچ رکعت اور فجر کی سنت چار رکعت پڑھتا ہے اور یہ قیاس واضح طور پر باطل ہے، نیز سوائے فہمی اور کند ذہنی پر دلالت کرتا ہے اور جس طرح کہا جاتا ہے کہ

عش رجبا لغری عجبا

ترجمہ: زیادہ دیر زندہ رہ تو عجیب و غریب چیزیں دیکھے گا

ہم نے ان حضرات میں سے بعض کا قول پڑھا ہے۔

اس شخص کی مثال جو نماز تراویح تیس رکعت تک زیادہ کرتا ہے اس شخص کی سی ہے جو ایسی نماز پڑھتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح استاد سے منقول نماز کے خلاف ہے، پس وہ شخص ایسا ہے جو ظہر کی پانچ رکعت اور فجر کی چار سنت پڑھتا ہے اور اس کی طرح ہے جو نماز میں دو رکوع اور کئی سجدے کرتا ہے۔

اللہ کی قسم (انکی) جہالت اور سو فہمی دوپہر کے آفتاب سے زیادہ واضح ہے، جب یہ حال ہے تو کسی ایسے عالم کیلئے کیسے جائز ہے کہ وہ دین میں معرفت اور تحقیق کا دعویٰ کرے، بلکہ گمان کرتا ہے کہ وہ دینی امور میں اجتہاد کا درجہ رکھتا ہے اور فرض کو نقل پر قیاس کرتا پھرے اور قیام رمضان (آٹھ رکعت) میں انشاء کو فرض نماز میں اضافہ کی طرح جانے۔

کیا یہ انڈے کا پیٹنگن پر قیاس نہیں ہے جس طرح ضرب الامثال میں کہا جاتا ہے، قیاس البیض علی الباذنجان



ترجمہ: انڈے کا بیگن پر قیاس کرنا

ایک جاہل آدمی جو دین کو نہیں سمجھتا وہ بھی چاشت کی چار رکعت پڑھنے والے اور مغرب کی نماز پانچ رکعت پڑھنے والے کے درمیان فرق کر لیتا ہے تو کہتا ہے یہ نفل نماز ہے اس میں جتنی رکعت چاہے پڑھ لے، درست ہے، اور یہ (مغرب) فرض نماز ہے اس میں تین رکعت سے زیادہ درست نہیں، ایک کندہ زمین جاہل اس شخص کے درمیان ضرور فرق کر لے گا، جو عشا کی نماز چھوڑ دے اور جو نماز تراویح چھوڑ دے، پہلے کے بارے کہے گا کہ وہ گمراہ اور کافر ہو گیا ہے، کیونکہ اس نے فرض نماز چھوڑ دی ہے اور دوسرے کے بارے میں کہے گا کہ اس نے سنتوں میں سے ایک سنت چھوڑی ہے اس پر کوئی عتاب نہیں، اس قیاس کو یہ بڑا محقق بننے والا کہتے جائز سمجھے گا جو اجتہاد کا دعویٰ کرتا ہے اور نماز تراویح میں زیادتی کو فرض نماز کی رکعتوں میں زیادتی کے ساتھ ملاتا ہے۔

اس دور کے محققوں (احکام) میں اسی طرح استنباط ہوتا ہے

ہم معزز قارئین کیلئے اس رسالہ میں وہ عبارت نقل کرتے ہیں جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے جاہلوں کے رد میں لکھی ہے تاکہ وہ آنکھوں والے کیلئے صحیح یعنی صحیح راست واضح ہو جائے اور عقلمند آدمی جاہل اور عالم کے کلام کے درمیان تمیز کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے سو فرمایا ہے کہ  
وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ  
ترجمہ: اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں اور نہ اندھیرا اور روشنی

## شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا فتویٰ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ کی جلد دوم صفحہ ۲۰۱ میں کہتے ہیں کہ کہ اصل قیام رمضان کے بارے میں کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی تعداد مقرر نہیں کی بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ رکعت سے زیادہ نہیں کی، لیکن آپ رکعتوں کو طویل کرتے تھے، پس جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کیا تو وہ انکو تیس رکعت پڑھاتے تھے، پھر تین وتر پڑھاتے تھے، اس مقدار کے مطابق قراءت کو چھوٹا کر لیتے، جتنی رکعتیں زیادہ کہیں، کیونکہ یہ چیز مامورین (مؤمنین) کیلئے ایک لمبی رکعت (پڑھنے) سے زیادہ آسان ہے یعنی لمبی لمبی رکعتیں پڑھنے سے چھوٹی رکعتیں زیادہ پڑھ لینا آسان ہے۔

پھر سلف صالحین میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو چالیس رکعت تراویح ادا کرتے اور تین وتر پڑھتے، اور دوسرا گروہ چھتیس رکعت نماز تراویح اور تین رکعت وتر ادا کرتا اور یہ سب کچھ جائز ہے جس طرح بھی رمضان میں قیام کریں یہ تمام طریقے اچھے ہیں۔

پھر ابن تیمیہ نے کہا، بہتر یہ ہے کہ نمازوں کے حالات کے اختلاف کے مطابق رکعتیں مختلف ہوں، پس اگر ان میں دس رکعتیں لیے قیام کیساتھ ادا کرنے اور اسکے بعد تین وتر پڑھنے کی طاقت ہے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے تو وہ افضل اور بہتر ہے۔

اور اگر انہیں لیے قیام کی طاقت نہ ہو تو تیس رکعت افضل ہیں، اسی پر اکثر مسلمان عمل کرتے ہیں، پس بیشک یہی تیس اور چالیس دونوں میں سے زیادہ بہتر ہیں اور اگر کوئی چالیس یا اس سے کم و بیش قیام کرے تو یہ جائز ہے، اس میں کوئی چیز مکروہ نہیں اس پر کئی ائمہ نے روایات بیان کی ہیں، مثلاً امام احمد بن حنبل وغیرہ



اور جو شخص گمان کرتا ہے کہ قیام رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی تعداد معین ہے کہ نہ اس سے زیادہ کی جاسکتی ہیں اور نہ کم تو اس نے غلطی کی ہے۔

میں (مؤلف کتاب) کہتا ہوں اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ پر رحم فرمائے وہ علم میں ایک بلند حیثیت رکھتے تھے، عقل اور سمجھ میں علم کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کا کلام جو ہم نے نقل کیا ہے ان کے فتاویٰ سے ہے۔

وہ ایسے نام نہاد و غویار علماء کا رد کرتے ہیں جو کلمہ دہنی اور بد فہمی کے سبب علمائے کرام پر فخر کرتے ہیں! کش! وہ ہمارے اس زمانے تک زندہ رہتے تاکہ اس دور کے مجتہدوں، محققوں اور جہت پسند مجددوں کو دیکھ لیتے جو سونے کو ایندھن اور کنکریوں کے ترازو سے تولتے ہیں، شاذ اور منکر اقوال پر فتوے دیتے ہیں، اور ان سے سادہ لوح عوام کی عقلوں (حیضات) کو بھڑکاتے ہیں اور ان میں سلف صالحین کو گمراہ کہتے اور ائمہ مجتہدین کو غلط ثابت کرتے ہیں جو ہدایت اور دین کے پیار ہیں۔

اللہ تعالیٰ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائے انہوں نے کہا ہے کہ ما جادلت عالمنا الا وغلبنہ و ما جادلنی جاہل الا وغلبنی ترجمہ: جب میں نے کسی عالم سے بحث کی تو اس پر میں ہی غالب آیا اور جب مجھ سے کوئی جاہل مجھلا تو وہ ہی مجھ پر غالب آیا بعض لوگ تو اتنے بے حیا ہو گئے ہیں کہ جہالت تک کہہ دیتے ہیں گیارہ و کعت سے زیادہ پڑھتا بدعت اور گمراہی ہے اگرچہ یہ کام حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا، لیکن ہم کیا کہیں اللہ تعالیٰ جہالت اور کلمہ دہنی کو ہلاک کرے جس نے یہ کہا ہے کہ جہالت ہے۔

اذا ما جعل خیم فی بلاد  
رایت اسود ما مسخت قرودا

ترجمہ شعر: جب جہالت کسی علاقہ میں خیمہ لگاتی ہے تو اس علاقہ کے سرداروں کو دیکھ گاہے کہ بندوں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔

میں نے اپنے کان سے سنا ہے کہ ائمہ مجتہدین کے بارے کہتے ہیں کہ وہ

گمراہی کے امام ہیں انہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور امت کو گمراہ کر دیا اور (دلیل میں) وہ آیت پیش کرتے ہیں جو یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی، پس اسکو ائمہ اعلام پر لگاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکی مذمت اللہ تعالیٰ نے اپنی معزز کتاب میں فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ان الذین خرجوا دینہم وکانوا شیعیات منہم فی شیء

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی فرستے ہو گئے ان میں سے تم کو کچھ نہیں۔

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی اور ائمہ مجتہدین کے حق میں نازل نہیں ہوئی، جس طرح یہ بے وقوف جاہل خیال کرتے ہیں۔

اور گویا کہ انہوں نے فقہ مجتہد کے متعلق نبی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گمراہی ستا ہی نہیں۔

اذا اجتهد فاصاب فله اجران واذا اجتهد فاطخط فله اجر واحد

ترجمہ: جب وہ اجتہاد کرتا ہے اور حق بات پالیتا ہے تو اس کیلئے دو اجر ہیں اور جب اجتہاد کرتا ہے اور غلطی ہو جاتی ہے تو پھر بھی ایک اجر ہے۔

گویا کہ جو کچھ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے رفع الملام عن ائمتہ الاعلام میں لکھا ہے انہوں نے پڑھا ہی نہیں ہے اور ہم دتے ہیں کہ ہم ایسے زمانے میں پہنچ جائیں جس میں کہنے جاہل، علم اور فتویٰ کی کرسی پر برائمان ہوں۔

اور یہ وہ زمانہ ہے جس سے ہمیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف کے ذریعہ ڈرایا ہے جس کو بخاری نے باب "قبن العلم" میں روایت کیا ہے۔

ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد ولیکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم، انتخذ الناس رؤسا جھالا فاستلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واصلوا (آخر جہ البخاری)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ علم کو چھین کر نہیں سمیٹے گا کہ اسکو بندوں سے چھین لے گا، لیکن علم کو علماء اللہ جانے (فوت ہوجانے) سے سمیٹے گا، جہالت تک کہ ایک

عالم باقی نہ رہے گا، لوگ جہاں کو سردار بنائیں گے، ان سے سوال کیا جائیگا، پس بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، مگر اہ ہوئے اور مگر اہ کرینگے، اس کو بخاری نے روایت کیا ہے

وفي الحديث الصحيح ايضا يقول عليه الصلوة والسلام ان من اشراط الساعة ان يرفع العلم وينتبت الجهل، ويشرب الخمر، ويظهر الزنا وتكثر النسا، ويقفل الرجال حتى يكون لمسيبين امرأة القيم الواحد <sup>٢٢</sup> ترجمہ: ایک اور صحیح حدیث میں بھی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم اٹھ جائے گا، جہالت عام ہوگی، شراب پی جائے گی، زنا زیادہ ہوگا، عورتوں کی کثرت ہوگی اور مرد کم ہو جائینگے، یہاں تک کہ پچاس عورتوں پر ایک نگران ہوگا۔

بے شک جو صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین کو گمراہ کہتے ہیں اور امت کے سلف اور خلف کو محض اس وجہ سے گمراہی کی بدعت کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز تراویح میں رکعت پڑھی ہیں اور یہ حماقت (یعنی فتویٰ) اور جہالت کے زیادہ قریب ہے اور (یہ تقریر) اور بدعت اور عدم اتباع کے زیادہ لائق اور مناسب ہے۔

الحق اور سب وقوف کے سوا اور کون برأت کریگا جو صحابہ کرام اور تابعین عظام کو بدعت کے ساتھ موصوف کریگا خبردار یہ دھوکا بازی، غلط راہ اختیار کرنا، یہ فتویٰ اور جہالت ہے، بے شک یہی جماعت کی قوت کو توڑنا ہے اور مسلمانوں اور انکی جماعت کے طریقے سے ہٹنا ہے جس سے قرآن کریم نے ہمیں ڈرایا ہے، جب اس نے فرمایا:

ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين فاوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا <sup>٢٣</sup> ترجمہ: اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے رسول کی اس کے بعد کہ روش ہو گئی ہدایت کی راہ اور علی اس راہ پر جو الگ ہے، مسلمانوں کی راہ سے تو ہم پھرتے۔ دیکھ آئے صدمہ وہ خود پھرا ہے اور ذال قرین گئے آئے ہمیں اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔

بے شک یہ تکبر ہے اور شہرت کے راستے میں نفسانی خواہشات کی اتباع ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب فرمایا تھا فرمایا الکبر بطور الحق وخط الناس <sup>٢٤</sup> ترجمہ: تکبر حق سے دور ہونا ہے اور اسے قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر جانتا ہے اور اپنی رائے پر مفرور ہونا ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کو مضبوطی سے پکڑنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑنا ہے

ہم بات جلد ختم کرتے ہیں اور اس زمانہ کے ائمہ اجتہاد سے کہتے ہیں کہ بیٹیک جو کام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا یا جس کا حکم فرمایا ہے وہ دین میں بدعت نہیں ہے، بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کو مضبوطی سے تھامنا ہے اور مندرجہ ذیل دلائل کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ہے۔

۱۔ بیٹیک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا نام رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فاروقی رکھا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے حق و باطل اور ہدایت و گمراہی کے درمیان امتیاز کیا، پس وہ فاروق (یعنی فرق کرنے والے) عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔  
۲۔ وہ معلم ہیں جو اپنے نور ہدایت سے دہی بات کہتے ہیں جو حق، درست، بہتر اور ہدایت والی ہوتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگلے بارے ارشاد فرمایا ہے کہ ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه <sup>٢٥</sup> ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ لقد كان فيمن قبلكم من الامم محدثون، اي ملبمون فان يكن في امتي احد فانه عمر <sup>٢٦</sup> ترجمہ: تحقیق تم سے پہلی امتوں میں محدث تھے، یعنی ملہم لوگ، (جن کو خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے) آپ اگر کوئی ایک میری امت میں ہوگا تو وہ عمر ہونگے۔

۳۰ کئی جگہوں پر قرآن پاک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل فرمایا گیا، پس بخاری نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے  
واھتقت ربی فی ثلاث

ترجمہ: میں نے اپنے رب کی تین جگہوں پر موافقت کی

(۱) مقام ابراہیم کے بارے، (۲) پردہ میں، (۳) بدر کے قیدیوں میں  
دوسرے نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی،  
وانتخذوا مقام ابراہیم مصلی (البقرہ ۱۲۵ آیت نمبر ۱۲۵)  
ترجمہ: اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو

۲ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی ازواج (مطہرات)، رضی اللہ عنہ کے ہاں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں، اگر آپ انکو پردہ کرنے کا حکم فرمادیں تو؟ پس پردے کی آیت نازل ہوئی،  
واذا سالتموهن متاعا فاسئلوهن من ورائہن حجاب (الاحزاب آیت ۵۳)

ترجمہ: اور جب تم پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر مانگو  
۳۰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج (مطہرات) آپ کے پاس غیرت کے بارے میں جو باتیں تو میں نے کہا  
عسی رہن ان طلقن ان یدلہن ازواجاً خفیراً منکن (التحریم آیت نمبر ۵)

ترجمہ: اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دیں تو عجب نہیں کہ ان کا پروردگار تمہارے بدلے انکو تم سے بہتر بیبیاں دیدے

پس اسی طرح آیت نازل ہوئی

جب قرآن کریم عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوتا ہے تو صحابہ انکی بات کو کیوں نہ یکڑیں، (یعنی عمل کریں) اور انکی رائے پر کیسے اتفاق نہیں کریں گے

ترتبی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا  
ما نزل بالناس امر قط، فقالوا غیبہ وقال غیبہ ابن الخطاب لا نزل فیہ

القرآن علمی نحو مقالہ عمر ۲۱

ترجمہ: جب کبھی لوگوں کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو لوگ اس بارے اپنی رائے پیش کرتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی رائے دیتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن نازل ہوتا۔

۳۰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو خلفائے راشدین، ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقوں اور سنتوں کو مضبوطی سے تھامنے کی تلقین عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ  
وانہ من یمس منکم فیسری اختلافاً کثیراً، فعلیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدين المحدثين، عضوا علیہا بالنواجذ ۲۲

ترجمہ: اور بیشک جو تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا، پس تم ہر میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے، انکو بہت مضبوطی سے تھامے رکھنا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر

ترجمہ: ان کی اقتدا کرو جو میرے بعد ہیں یعنی ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کسی کے طریقہ پر چلنا چاہے اسے چاہیے کہ ان کے طریقہ پر چلے جو فوت ہو گئے، بیشک زندہ قند سے امن میں نہیں ہوتا، وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، اس امت میں سب سے افضل ہیں، دلوں کے اعتبار سے سب سے نیک ہیں، عالم کے لحاظ سے زیادہ گہری نظر والے ہیں، تکلف کے اعتبار سے سب سے کم ہیں یعنی کم تکلفات میں پڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور دین کی تقویت کیلئے چن لیا، پس تم انکی فضیلت کو جانو، اور انکے نقش قدم پر چلو، انکے اخلاق اور انکی سیرت کو اپنی طاقت کے مطابق مضبوطی سے یکڑو،

پس بے شک وہ سیدھے راستہ پر ہیں۔

میں کہتا ہوں، (مؤلف) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو کہ اس پتیر کا کون زیادہ خدا ہے کہ اس کے طریقوں کو مضبوطی سے تھا یا جسے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اتباع و فرمانبرداری کس طرح بدعت و گمراہی ہوگی، جسکو مسلمانوں نے قانون کی حیثیت دی ہو، جس طرح بعض جاہل علم کے دعویدار کہہ دیتے ہیں ابن اثیر نے اس حدیث کی شرح میں جسکو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ

نعمت البدعة هذا ۹۱

ترجمہ: یہ اچھی بدعت ہے۔

انہوں نے واضح طور پر لکھا ہے کہ بدعت ابتداء سے ہے اور ابتداء اگر اس بات کے خلاف ہو جسکا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے تو وہ برائی اور انکار کے ذمے میں ہے، اور اگر (وہ بات) اس عموم کے تحت واقع ہوتی ہو جسکو اللہ تعالیٰ نے بہتر جانا اور اللہ یا اس کے رسول نے اسکی طرف رغبت دلائی تو وہ تعریف کے ذمے میں آئے گا، جیسے بود و بخاک کوئی قسم اور نیکی کا کام پس یہ پسندیدہ اعمال میں سے ہیں اور اس کی تائید حدیث کرتی ہے من سن سنة حسنة فله اجرها واجز من عمل بها ۹۲ ترجمہ: جس شخص نے اچھا طریقہ جاری کیا اس کے لئے اس کا اجر اور جو اس پر عمل کرے گا اس کا اجر بھی ہے۔

۹۱ نماز تراویح کے بارے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد اس کی تائید کرتا ہے۔

نعمت البدعة هذا ۹۲

ترجمہ: یہ اچھی بدعت ہے۔ ۹۲ جب یہ نیک اعمال سے آئے اور تعریف کے ذمے میں داخل ہے تبھی اس کا نام بدعت رکھا ہے، اور اسکی تعریف کی ہے اور اسکو اچھا کہا ہے اور یہ اس لئے کہ اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پڑھا ہے، لیکن ترک بھی کیا ہے، اور اس پر پابندی نہیں کی اور نہ لوگوں کو اس کیلئے جمع کیا ہے، پس حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس پر پابندی اور لوگوں کو اس پر جمع کرنا اور ان لوگوں کو اسکی طرف بلانا بدعت ہے لیکن بدعت محمودہ اور مدوحہ یعنی وہ بدعت جسے پسند کیا گیا ہے اور جسکی تعریف کی گئی ہے۔ ۹۳

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے چھوڑنا صرف امت پر رحم کرنے کی وجہ سے تھا، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہ ہیں جنہوں نے اس پر لوگوں کو نگاہ کیا اور اس سنت کو ہمیشہ کیلئے جاری کیا، پس ان کیلئے اس کا اجر اور ان لوگوں کے برابر اجر بھی ہے جو قیامت تک اس پر عمل کرینگے فتح الباری (شرح بخاری) میں لکھا ہے

اور بدعت حقیقہ وہ ہے جو سابق مسائل کے بغیر ایجاد کی گئی ہو یعنی جس کی پہلے مسائل موجود نہ ہو اور شریعت میں سنت کے مقابلے میں بولی جائے تو وہ مذموم ہوگی اور تحقیق یہ ہے کہ اگر وہ شریعت میں اچھے کام کے تحت ہوگی تو وہ حسن ہے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

نعمت البدعة

یہ اچھی بدعت ہے

اور اگر وہ شریعت میں برے کام کے ضمن میں آجائے تو وہ بری ہوگی ورنہ وہ مباح کی قسم سے ہوگی۔ ۹۴

پھر فرمایا اور رمضان کا قیام سنت ہے کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اخذ کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض ہوجانے کے ذمے اسے چھوڑا تھا، پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے اور اس سے یعنی قرینت کا حکم نازل ہونے کا ذکر ختم ہو گیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اسکی فقیہیت تھی تو انہوں نے لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا جبکہ اختلاف امت اور فرقہ بندی ہونے کا خدشہ تھا، کیونکہ ایک امام کے پیچھے جمع ہونا اکثر مذاہب کو خوش کرتا تھا۔

اس روایت میں روکتوں کی تعداد کا ذکر نہیں آیا، جو نماز حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پڑھاتے تھے، اس میں اختلاف کیا گیا ہے، پس یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ گیارہ



رکعت تھیں اور دو آیات پڑھتے تھے، اور لمبے قیام کی وجہ سے لوگ لاشیوں کے  
سہارے کھڑے ہوا کرتے تھے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ تیرہ رکعت تھیں اور امام مالک  
رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن خصیفہ کے ذریعے روایت کی ہے کہ وہ بیس رکعت ہیں  
اور یہ وتر کے علاوہ ہیں اور یزید بن رومان سے روایت ہے انہوں نے کہا  
کان النّاس یقومون فی زمان عمر بثلاث وعشرین

ترجمہ: لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تیس رکعت کا قیام کرتے تھے  
اور عطاء نے کہا میں نے انکو رمضان میں بیس رکعت اور تین رکعت وتر  
پڑھتے پایا اور ان روایات کو حالات کے اختلاف کیساتھ جمع کرنا ممکن ہے یا یہ  
احتمال بھی ہے کہ یہ اختلاف قراءت کے لیا کرنے اور مختصر کرنے کی وجہ سے ہو،  
پس جہاں قراءت لمبی ہوگی رکعت کم ہوگی اور اس کے برعکس بھی یعنی جو قراء  
ت چھوٹی کرے گا رکعات زیادہ کرے گا ۲۵

میں کہتا ہوں (مؤلف کتاب) کہ یہ محدثین اور اہل علم میں سے محققین  
کے اقوال ہیں پس کس طرح کہا جائے گا کہ (آٹھ پر) زیادتی بدعت منکرہ (سنیہ) ہے۔

آٹھ تراویح پڑھنے والے سلفیوں کا حدیث

سیدہ عائشہ سے استدلال اور اس کا جواب

(سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال  
ماکان النّبی صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا غیر لا علی احدی  
عشرۃ رکعة الذی رواہ البخاری ومسلم  
ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے  
زیادہ نہیں کرتے تھے، یہ وہ حدیث ہے جسکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے  
دو وچوں سے اس حدیث میں ان کیلئے آٹھ رکعت سے زیادہ تراویح پڑھنے کے ناجائز  
ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

پہلا جواب بے شک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو روایت کی ہے وہی ہے جو  
انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز دیکھی ہے اور یہ اس کے  
خلاف نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے زیادہ رکعتیں پڑھتے تھے کیونکہ  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویوں میں سے وہ ایک ہیں اور آپ ہر رات  
تو ان کے ہاں نہیں سو تے تھے کہ قطعی اور یقینی حکم لگایا جاسکے، انہوں نے تو  
صرف اس بات کی خبر دی ہے جو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز  
دیکھی ہے۔

خود کروا ہی ام المومنین (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) ہیں جو گواہی دیتی ہیں  
کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے بھی نہیں دیکھا،  
جس طرح صحیح مسلم میں ابن شہاب کی حدیث میں ہے کہ وہ حضرت عروہ سے وہ  
(حضرت) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نفل نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا  
اور میں اسے ضرور پڑھتی ہوں، اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اعمال کو  
چھوڑ دیتے تھے، حالانکہ آپ اسے پسند فرماتے تھے، اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ اس  
عمل کو لوگ بھی کریں گے تو ان پر فرض ہو جائے گا، اسکو مسلم نے روایت کیا



اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں سے آپ کی نماز پابندی اور اس کی رغبت دلانا بھی ثابت ہے، جہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس کے ترک نہ کرنے کی وصیت فرمائی، جس طرح صحیح حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے، انہوں نے کہا

اوصانی حبیبی بثلاث لن ادعجن ماعشت، بصیام ثلاثہ ایام من کل شھر و صلوٰۃ الضحیٰ وبان لانام حتیٰ اوثر ۳۹

ترجمہ: میرے حبیب نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی کہ جب تک زندہ رہوں انکو ہرگز نہ چھوڑوں، ہر مہینہ میں تین دنوں کے روزے رکھنے، چاشت کی نماز اور یہ کہ میں وتر پڑھنے کے بغیر نہ سوؤں

اور صحیح مسلم میں عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا

ما اخبرنی احدہما رافی الثبی صلی اللہ علیہ وسلم بصلی الضحیٰ الا ان ہانی، فاذہا حدثت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل بیتہا یوم فتح مکہ فصلى ثمانی رکعات، مارا یتھ قط صلی صلاۃ اخف منها غیر انہ کان یتیم الزکوع والمسجود ۴۰

ترجمہ: مجھے (حضرت) ام ہانی رضی اللہ عنہا کے بغیر کسی نے یہ خبر نہیں دی کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھنے دیکھا، پس انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے دن ان کے گھر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت پڑھیں، میں نے آپکو بھی نہیں دیکھا کہ آپ نے اتنی لمبی نماز پڑھی ہو، جب کہ آپ رکوع جو مکمل کرتے تھے

کیا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز چاشت کا انکار صرف اس وجہ سے کر سکتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپکو یہ نماز پڑھنے ہوئے نہیں دیکھا پس اس طرح یہاں اسکے اس قول میں ہے

ماکان صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا غیر علی احدی عشرۃ رکعۃ الخ

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (آخر تک) پس بیشک وہ ہمارے سامنے وہ کچھ بیان کر رہی

ہیں جو انہوں نے اپنے گھر میں دیکھا اور یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے علاوہ دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہ کے پاس اس سے زیادہ بھی پڑھتے تھے، جس طرح یہ حضرت ابن عباس اور حضرت زید رضی اللہ عنہ اور لنگے علاوہ (دیگر صحابہ) کی حدیث ثابت ہے، جہاں تک کہ امام احمد نے زیادات علی السنۃ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل ست عشرۃ رکعۃ سوی المکتوبۃ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے علاوہ رات کی نماز سولہ رکعت پڑھتے تھے

دوسرے جواب دہرا امر یہ ہے کہ جو (سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا نے صحیحین میں روایت کیا ہے وہ اس کے مخالف ہے، جو مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے،

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل ثلاث عشرۃ رکعۃ ۴۸

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے

بے شک اس صحیح روایت میں گیارہ رکعت سے زائد کا بیان ہے اور اسی طرح وہ روایت جو امام مسلم نے بھی حضرت زید بن خالد جہنی سے بیان کی ہے وہ اس کے مخالف ہے، انہوں نے کہا

لارمقن صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللیلۃ فصلی رکعتین خفیفتین، ثم صلی رکعتین طویلتین طویلتین، ثم صلی رکعتین ومما دون اللتین قبلہما ثم صلی رکعتین ومما دون اللتین قبلہما فذکر الحدیث ان قال: ثم اوثر فذلک ثلاث عشرۃ رکعۃ ۴۹

ترجمہ: تحقیق میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کو بہت در تک دیکھا تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت چھوٹی چھوٹی پڑھیں پھر آپ نے دو لمبی لمبی رکعتیں غرضیکہ بہت لمبی پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں اور یہ دونوں پہلی دو سے کم تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں اور یہ دونوں رکعتیں پہلی دو رکعتوں سے کم تھیں، انہوں نے حدیث بیان کی جہاں تک کہ انہوں نے کہا پھر انہوں نے وتر پڑھے پس یہ تیرہ رکعت ہو گئیں (مسلم شریف)

اس لئے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

"علماء نے کہا ہے کہ ان حدیثوں میں حضرت ابن عباس، حضرت زید اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم ہر ایک کی خبر (حقیقت کے مطابق) ہے جو انہوں نے دیکھا، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ اس میں کوئی (مقررہ) حد نہیں ہے جس میں نہ کی کی جائے اور نہ زیادتی کی جائے، بے شک رات کی نماز طاعات (نوافل) میں سے ہے کہ جتنا اس میں اضافہ کرے گا اجر و ثواب زیادہ ہوگا، اختلاف صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل میں ہے اور اس میں جو انہوں نے اپنے لئے پسند فرمایا، حافظ ابن عرقی نے "طرح اشرب" میں کہا ہے

"علماء کا اس بات میں اتفاق ہے کہ قیام اللیل کیلئے کوئی حد مقرر نہیں ہے لیکن جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے، اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔ قیام اللیل کی تعداد (رکعات) مذکورہ مقرر نہ ہونے کی گواہی وہ روایت دیتی ہے جس کو ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ او تو را بضعین، او بضع او بضع، او باحدی عشرة رکعة او باکثر من ذالک ترجمہ: وتر پانچ رکعت یا سات یا نو یا گیارہ رکعت یا اس سے زیادہ پڑھو یہ وہ حدیث ہے جس کو حافظ عرقی نے صحیح کہا ہے جس طرح "میل الاوطار" اور "مختار الذکرین" میں ہے

### شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتاویٰ کی پہلی جلد میں کہا "ثابت ہو گیا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو رمضان میں تیس رکعت اور تین وتر پڑھاتے تھے۔"

پس اکثر علماء کی رائے ہے کہ یہ سنت ہیں کیونکہ مہاجرین اور انصار (صحابہ) کے درمیان یہ قائم رہیں اور کسی انکار کرنے والے نے اسکا انکار نہیں کیا اور (علماء) کے دوسرے گروہ نے انہیں رکعتیں مستحب سمجھیں، (اس کی) بنیاد قدیم اہل مدینہ کے عمل پر ہے، ایک گروہ نے تیرہ رکعت بتائی ہیں۔

اس میں وہ سرگرداں ہیں جو خلفائے راشدین کی سنت اور مسلمانوں کے عمل سے ثابت ہے۔ اور درست یہ ہے کہ یہ سب حسن (اچھا) ہے جس طرح اس پر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نفس بیان کی ہے، اور انہوں نے قیام رمضان میں کوئی تعداد مقرر نہیں کی، اس وقت (قیام رمضان) کی رکعتوں کی قلت اور کثرت قیام کے لمبا اور چھوٹا ہونے کے موافق ہے، یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو لمبا قیام فرماتے تھے، مہاجرت کے آپ کے بارے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ ایک رکعت میں سورۃ بقرہ، آل عمران اور سورۃ نساء پڑھتے تھے، پس طویل قیام آپ کو رکعت کی کثرت سے بے نیاز کر دیتا تھا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جب مسلمانوں کو نماز پڑھاتے تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے زمانے میں ایک جماعت ہوتے تھے۔ حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) انکو تیس رکعت پڑھاتے تھے، کیونکہ زیادہ قیام لوگوں پر مشکل تھا۔ پس رکعتوں کا پڑھنا طویل قیام کے عوض میں تھا، اور بعض سلف صالحین چالیس رکعت پڑھتے تھے۔ ۲۱

پس یہ وہ اقوال ہیں جو ہم نے ائمہ اعلام سے ذکر کئے ہیں ان اقوال سے صاحب فہم و بصیرت حضرات کے سامنے ان لوگوں کا بطلان (غلط ہونا) ظاہر ہو گیا جن کا زعم یہ ہے کہ جس نے گیارہ رکعت سے زیادہ رکعتیں ادا کیں وہ گمراہ اور بدعتی ہے اور وہ ایسا ہے جیسے اس نے ظہر کی پانچ رکعت پڑھیں۔

اللہ کریم ہمیں جہالت اور پریشانی سے محفوظ رکھے، آمین

### نوجوانوں کو میری نصیحت

نماز تراویح کی مفصل وضاحت اور بیان کے بعد میں اپنے مسلمان بھائیوں کو ایک نصیحت کرتا ہوں ان میں سے خصوصی طور پر نوجوانوں کو کہتا ہوں

و مناسب ہے کہ حق ہمیشہ پیش نظر ہو، اور مقصد اللہ کی رضا ہو، نہ خواہشات کی اتباع اور نام و نمود کی شہرت اور اگر دین کے اعتبار سے دیکھیں تو یقیناً ظاہر کی محبت ظاہر کو تباہ کر دیتی ہے۔

۲۔ یہ کہ ہم قوم کو اختلاف سے بچائیں اور اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق کی پوری پوری کوشش کریں، پس اللہ کریم نے ہمیں فرقہ بازی سے بچنے کی ہدایت کی ہے اور ہمیں وحدت و اتفاق کی دعوت دی ہے۔  
واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا  
ترجمہ: اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔

اور ہمیں اختلافات اور فرقہ بازی کے خطرے سے آگاہ کیا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
ولا تكونوا کاذبین تفرقوا واختلغوا من بعد ما جاء ہم البینت والینک  
لہم عذاب عظیم  
ترجمہ: اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے تھے، اور اختلاف کرنے لگے تھے، اس کے بعد بھی جب آپکی تمہیں ان کے پاس روشن نشانیاں اور ان لوگوں کیلئے عذاب بہت بڑا ہے (آل عمران آیت نمبر 105)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا  
واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتتشلوا وتذهب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصبرین  
ترجمہ: اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کر دے تو) تم بڑل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا، اور صبر سے کام لو کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔

تذہب ریحکم کا معنی ہے کہ تمہاری قوت، طاقت اور بہادری چلی جائے گی۔  
سو تم پر لازم ہے کہ تم جماعت کی صفوں میں ملو اور جماعت کے ساتھ ہو جاؤ اور الگ راہ اختیار کرنے کو ترک کر دو اور مسلمانوں کی جماعت سے انحراف چھوڑ دو۔  
پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

ومن یشاقق الرسول لہ العدی وینتہج غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولہی وتصلہ جہنم ومات مصیرا (النساء آیت نمبر ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول کی اس کے بعد کہ روشن ہو گئی، اس کیلئے ہدایت کی راہ اور چلے اس پر جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے تو ہم

پھرنے دینگے اسے جہنم وہ خود چھڑا ہے اور ڈال دیں گے اسے جہنم میں اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔

اور جماعت سے خارج ہونا ہلاکت ہے، ہوتا یہی ہے کہ بکریوں کے ریوڑ سے جدا ہونے والی بکری کو بھڑیا کھا جاتا ہے۔  
علیکم بالجماعۃ فان ید اللہ مع الجماعۃ، ومن شذ شذ فی النار  
ترجمہ: تم پر جماعت لازم ہے، پس بیشک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں گیا۔

جیسا کہ نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ صحیح خبر منقول ہے کہ  
ہو قلیل و قال اور زیادہ جھگڑا کے چھوڑ دو کیونکہ دینی معاملات میں جھگڑا اور ریاکاری امت کیلئے ہلاکت کا سبب ہے، جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

ماض قوم بعد ہدی کا نوا علیہ الاوتوا الجدل  
ترجمہ: ہدایت کے بعد قوم صرف اس لئے ہی گمراہ ہو گئی کہ وہ جھگڑا ہی میں پڑ گئی  
پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد تلاوت فرمایا

ماض یولک الاجدلا بل ہم قوم خصمون (الزخرف آیت ۵۸) ۲۴  
ترجمہ: انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑنے کی، بلکہ وہ جھگڑالو لوگ ہیں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ۲۵  
انما ملک من کان قبلیکم باخلاقکم فی الکتاب ۲۶

ترجمہ: تم سے پہلے لوگ صرف کتاب میں اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے  
۵۔ دعوۃ الی اللہ (اللہ کی طرف دعوت) میں حکمت کے طریقہ پر چلو، اور تم پر اپنے تمام معاملات میں نرمی لازمی ہے۔  
فان الحق لایکون فی شیء الا زانہ ولا ینزع فی شیء الا شانہ ۲۷

ترجمہ: پس یقیناً نرمی جس چیز میں بھی ہوگی اسے مزین کر دے گی اور جس چیز سے نکال دی جائیگی اسے خراب کر دے گی۔

جس طرح سید الخلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زندگی میں تمہارا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا ۲۸۔ لوگوں کو محبت اور صفائی پر جمع کرنا ہونا چاہیئے اور دینی امور

میں گہرائی اور تشدد سے بچو۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا  
ملک المتعلمون ملک المتعلمون

ترجمہ: گہرائی میں پڑنے والے ہلاک ہو گئے گہرائی میں پڑنے والے ہلاک ہو گئے۔  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کو تین مرتبہ بیان فرمایا۔

اور نبوت کی ہدایت کی پیروی کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے  
کسی کو کسی کام کیلئے بھیجتے تو انکو فرماتے  
بشروا ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا

ترجمہ: خوشخبری سناؤ، نفرت نہ ولاؤ اور آسانی کرو مٹکی نہ کرو یعنی دین کو آسان  
کر کے پیش کرو مشکل انداز میں پیش نہ کرو۔

اور وہ سب جو حسبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام  
کو معلم اور مرشد ہونے کی حیثیت میں ارشاد فرمایا۔

انکم فی زمان من ترک فیہ عشر ما امر بہ ملک ثم یاتی زمان من عمل  
فیہ بعشر ما امر بہ نجح (رواہ الترمذی فی باب الفتن)

ترجمہ: یقیناً تم ایسے زمانے میں ہو جو شخص ان امور میں جن کا حکم دیا گیا ہے اس  
کے دسویں حصے پر (عمل کرنا) چھوڑ دے گا تو ہلاک ہو جائے گا، پھر ایسا زمانہ آئے گا

جو مامور بہ (حکم کئے گئے) کاموں میں دسویں حصہ پر عمل کرے گا تو نجات پا جائیگا۔

اس حدیث کو ترمذی نے باب الفتن میں روایت کیا۔

۶۔ علما نے غلطیوں میں جہدین کے اقوال کو معنوی طور سے تھامے رکھو پس وہ دینی  
امور میں خاص مقام رکھنے والے ہیں اور ان اہل ہواد کی اتباع سے بچو یعنی ان

نفسانی خواہشات کے بھاریوں کو چھوڑ دو جو علم میں بلندی کے دعویدار ہیں جو  
جہیں ائمہ اعظام کے آراء کو چھوڑ دینے کی دعوت دیتے ہیں اس جہت اور دلیل کے

ساتھ کہ مذاہب کی اتباع گمراہی ہے تاکہ تم ان کے ایسے خیالات کو اپنا لو جن میں  
انہوں نے سلف خلف اور ہمعصر علماء کے خلاف کیا ہے، اور انکا مقصد صرف

ظاہریت کی محبت ہے جو ظاہریت کو بھی متاثر کر دیتی ہے، پس اللہ تعالیٰ نے جہیں  
اہل علم اور (دینی امور میں) خاص مقام رکھنے والے لوگوں کی طرف رجوع کرنے کا

حکم فرمایا ہے۔  
فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون (الانبیاء آیت ۸)  
ترجمہ: تو اسے لوگو! تم علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو

اور فرمایا کہ

ولورذوا الی الرسول والی الی الامر منہم لعلہم الذلین یستنبطونہ  
منہم (النساء آیت ۸۳)

ترجمہ: اور اگر لوگ اذیت اسے رسول (کریم) کی طرف اور باقتدار لوگوں کی طرف  
اپنی جماعت سے تو جان لیوے اس ضرب (کی حقیقت) کو وہ لوگ جو تیجہ اخذ کر سکتے  
ہیں۔

پس ائمہ جہدین ہدایت کے چراغ اور نور اور روشنی کی مشعلیں ہیں اللہ  
کی قسم میں نہیں جانتا کہ جب امام دارالاجرات امام مالک، عالم مکہ امام شافعی، امام  
اہل سنت امام احمد اور امام ابو حنیفہ جیسے عالم نے مشرق و مغرب کو گھیر لیا ہے اور  
امام ابن تیمیہ بالاتفاق شیخ الاسلام تھے جب یہ ائمہ اعظام سلف صالحین نہیں ہیں  
اور وہ شریعت اور دین میں ہمارے مقتدا نہیں ہیں تو پھر ہم کس کی اقتدا کریں؟  
کیا ہم ان لوگوں کی اقتدا کریں جو مخالفت اور علیحدگی کے خواہش مند ہیں جبکہ  
فقہائے کرام عورتوں کیلئے سونا پہننے کے جواز پر متفق ہیں تو وہ کہتے ہیں نہیں یہ  
حرام ہے جائز نہیں ہے پس سونے کے کڑے پہننے کی حرمت پر نصوص وارد ہوئی  
ہیں۔

جب فقہائے کرام قرآن مجید کے پھرنے کیلئے طہارت کے واجب ہونے پر متفق ہیں  
تو انہوں نے کہا کہ بے وضو پر طہارت واجب نہیں ہے اور انہوں نے رسول  
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم بھلا دیا۔

والایمسن القرآن الاطلاء

ترجمہ: اور یہ کہ قرآن کو نہ چھوئے مگر پاک آدمی

جب فقہائے عظام نے کہا کہ جبئی کیلئے قرآن کریم کا پڑھنا جائز نہیں ہے تو وہ کہتے  
ہیں کہ جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوقات (حالات) میں اللہ کا

ذکر کرتے تھے، جس طرح حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی۔

لکھوات قرآن اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے درمیان بہت بڑے فرق میں انہوں نے



(سلفی علماء نے) جہالت اختیار کی، انکے فاسد فہم کے مطابق تو جہنی جمعہ کی نماز بھی پڑھ سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔  
فاسعوا لى ذکر الله

ترجمہ: تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرو

تمام مفسرین کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مراد طے کا سنا اور نماز کا ادا کرنا ہے، جب علمائے کرام ملاقات کیلئے آنے والے کے واسطے کھڑا ہونے کے جواز پر متفق ہیں تو وہ کہتے ہیں قیام عرام ہے، کیونکہ قیام (کھڑا ہونا) نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، پس جو کسی شخص کیلئے کھڑا ہوا گویا اس نے ایک شخص کی عبادت کی، انکی ذہنیت پر افسوس، اسی قیاس کے مطابق مناسب ہے کہ ہم قراءت (قرآن پڑھنا) اور قعود (القیات کی صورت میں بیٹھنا) کو حرام قرار دیدیں کیونکہ وہ دونوں نماز کے ارکان میں سے ہیں۔

عش وجہا نوری عجبا

ترجمہ: زیادہ در زندہ رہ، تو عجب و عریب چیزیں دیکھ گے

اسے نوجوانو! ہم چاہتے ہیں کہ تم حکم لگانے میں جلد بازی سے کام نہ لو اور تم علم اور فقہ اپنے ان اصحاب (صاحب علم لوگوں) سے حاصل کرو، جو اپنے علم اور دین میں مضبوط ہیں۔

امام بھری علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ یہ علم دین ہے پس دیکھو کہ اپنا دین کس سے حاصل کرو رہے ہو۔ ۴۵

اسے نوجوانو! علم کے مجموعے دعویداروں سے نہو، جو شہرت اور غلبہ کو پسند کرتے ہیں، اگرچہ علماء کی عزت کو مجروح کرنے اور سلف صالحین میں ائمہ اعلام پر طعن کے ذریعے ہو۔

اور یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ ہم اس زمانہ میں آجکے ہیں کہ جس میں جاہل لوگ بڑے بنے ہوئے ہیں، جن کے بارے میں (محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں فری دی ہے کہ جس کو بخاری نے روایت کیا ہے کہ  
ان الله لا يتقن العلم انتزاعا ينتزعه من صدور العباد، ولكن يقيض العلماء حتى اذا لم يبق عالما اتخذ الناس رؤوسا جهالا، ففسلوا فافتوا

بنفید علم فضلوا واضلوا

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں سمیٹیں گے کہ اس کو بندوں کے سینوں سے نکال دیں گے بلکہ علم کو علماء کے اٹھائینے کیساتھ سمیٹ دینگے، یہاں تک کہ کوئی عالم نہیں رہے گا، لوگ جاہلوں کو سردار بنا لینگے، پس ان سے سوال کئے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے قہرے دینگے، گمراہ ہونگے اور گمراہ کرینگے۔ ہم آخری نصیحت اپنے ان بھائیوں کیلئے پیش کر رہے ہیں جو جہالت سے سلفی بن رہے ہیں ہم انہیں کہتے ہیں کہ

۱۔ جزدی امور میں فتنوں کو بھڑکانا، ابھارتا اور مسلمانوں کو تشویش میں ڈالنا کیا سلف صالحین کا طریقہ ہے؟

۲۔ کیا امت کو گمراہ کرنا سلف صالحین اور علمائے امت کو جاہل کہنا انکو سنت کی مخالفت اور بدعت اختیار کرنے کے طے دینا سلف صالحین کا عمل ہے؟

۳۔ کیا جمہور اہل اسلام سے الگ واسطے قائم کرنا اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہونا اور اس دور کے بعض شیوخ کے اقوال سے بچنے رہنا سلف صالحین کا طریقہ ہے، اس امت کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو

۴۔ تمہارا مقصد اخلاص، سچائی اور سلف صالحین کے طریقہ پر مضبوطی سے عمل ہونا چاہیے، شہرت، نفسانی خواہشات کی اتباع اور طاہریت کی محبت نہیں ہونی چاہیے۔

ان عجیب و غریب غیر بانوس اور خلاف قیاس آراء کو چھوڑو اور اپنی جدوجہد دین سے پھرنے والے کیونسوں اور عیسائیت کی دعوت دینے والوں کے مقابلہ میں وقف کردو۔

اس امت کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، جس گردہ بندی، اختلاف اور نقصان میں ہم مبتلا ہیں یہی ہمارے لئے کافی ہے۔

ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ مسلمان اور اسلام کی دعوت دینے والے طاقتور، سرکش، دشمن اور بغاوت، کمپوزم، آزاد خیالی اور سب سے بڑی کا مقابلہ کریں۔ ہم ایسے دور میں ہیں جس میں فتنے موجیں مار رہے ہیں یہ ایسا دور ہے جس میں



ایمان اور کفر کے درمیان جنگ ہے، یہ وقت سنت اور بدعت کی لڑائی کا نہیں  
(یعنی یہ وہ وقت نہیں جس میں سنت اور بدعت میں ٹھکڑا کیا جائے) لوگوں کو  
چھوڑ دو، آٹھ رکعت تراویح پڑھیں یا بیس رکعت۔

ان کو چھوڑ دو وہ اکیلے اکیلے اللہ کی تسبیح کریں یا جماعت کی صورت میں  
تسبیح کریں، اگر نہ اگر تم سچے مخلص ہو اور سلف صالحین کے طریقہ کی اتباع کا ارادہ  
رکھتے ہو تو ان لوگوں کو ابو و لعب اور رقص و سرود کی مجلسوں کی بجائے ذکر کے  
حلقوں میں جمع ہونے دو۔

لوگوں کی عبادت میں خلل اندازی نہ کرو، احکام دین پر خود مصلح نہ ہونے  
کی وجہ سے مسلمان علماء اور سلف صالحین پر دین میں بدعت جاری کرنے کی  
تہمت نہ لگاؤ، یا اس وجہ سے کہ تم ان دلائل سے ناواقف ہو جس پر علماء اور ائمہ  
مجتہدین رضوان اللہ علیہم نے اعتماد کیا ہے۔

اگر ایک آدمی کلی طور پر نماز تراویح سے رک جاتا ہے تو اس کا جرم اور گناہ اس  
شخص کے گناہ سے ہلکا ہے، جو مسلمانوں کی جماعت کو جدا جدا کر دیتا ہے، اور  
وٹھنی و فساد پھیلاتا ہے، پس یقیناً نماز تراویح سنت ہے اور مسلمانوں کی صفوں  
میں اتحاد اور کلمہ پر اجتماع فرض ہے۔  
واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا

ترجمہ: اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی کو سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا  
تم کس طرح ایک سنت کی وجہ سے امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کر رہے ہو؟  
ہم اس ذات سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں خطا اور لغزش سے محفوظ فرمائے اور ہمیں  
حق، ہدایت اور سلف صالحین کے طریقہ کے التزام پر لائے، اور ہمیں دین میں کچھ  
عطا فرمائے تاکہ ہمارے احکام دلیل اور بصیرت پر مبنی ہوں۔  
یقیناً وہ بہترین ہدایت دینے والا اور سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔

### بحث کا خاتمہ

جو کچھ آج کل مسلمان مشرق و مغرب میں بیس رکعت نماز تراویح کے  
بارے کر رہے ہیں وہی حق ہے جس پر نصوص کریمہ دلالت کرتی ہیں یہی راستہ  
ہے جس پر سلف صالحین چلے ہیں اور ائمہ اعلام کا اس پر اجماع ہے اور ملت  
اسلامیہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے لیکر ہمارے اس زمانے تک متفق  
ہے، نماز تراویح بیس رکعت نبوت کی راہنمائی کے مطابق ہے اور سنت نبوی  
شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کے حکم کی اتباع میں ہے۔

فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المحدثين

ترجمہ: تم ہر امر طریقہ اور سرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ لازمی ہے  
بلکہ یہ عمل مستند لوگوں کو جمع کرتا ہے اور مسلمانوں کو ایک ہو جانے کی  
دعوت دیتا ہے، خصوصاً اس پر قدیم اور جدید دور کے ائمہ اعلام کا اجماع ہے، اللہ  
تعالیٰ اپنے اپنے خاص بندے، اپنے رسول اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کی آل اور آپ کے تمام اصحاب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، اور  
تمام تحریقیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

بکد الحکمہ

غزوة شمر رمضان

۱۴۳۳ھ

کتبہ

خادم الکتاب والسنة

محمد علی الصابونی

## حواشی

- (۱) الترغیب والترہیب میں یہاں فیصلہ فرمادہ بھی ہے یعنی دلت نازل فرماتے ہیں
- (۲) دیکھو "الفتاویٰ علی المذہب الاربعہ" از: لکڑی محمد بکر اسماعیل صفحہ ۲۵/۳
- (۳) مجمع مسلم ۱/ ۵۷۲
- (۴) حذاً لاجتہاد فی استناد مسلم بن خالد الخزاز ہی وہ ضعیف کیا قال ابو داؤد کمال الحفاظ فی التبع والاحتواء
- (۵) ابن عمر رضی اللہ عنہ جو داؤد بن علی بن ابی اسد کتب التبع ۲/ ۲۱۸
- (۶) البخاری شریف
- (۷) المغنی لابن قدامہ
- (۸) ردہ ابی ہریرہ ۳/ ۲۲۰ فی الصلوۃ المزج - دیکھو جامع الوصول ۶/ ۱۱۷
- (۹) شرح احمد ۲/ ۵۲۷
- (۱۰) السنن الکبریٰ فی مناقب فی باب ما دلی فی عدد رکعت الاشیام فی شجر رمضان ۲/ ۳۹۹
- (۱۱) المغنی ۲/ ۱۶۷ لابن قدامہ المغنی و ذکر ان ردہ ابو داؤد
- (۱۲) ردہ ابی ہریرہ فی صحیحہ
- (۱۳) یعنی وتر ایک سلام کیساتھ پڑھتے تھے
- (۱۴) یہ نماز تراویح کی بات ہے اسے مسجد میں پڑھنا بہتر ہے لیکن اس کے ساتھ فرض بھی مسجد میں ادا کرنا نہ مجہودیں
- (۱۵) شرح البغیر علی اقرب المسالك ج ۱/ ۵۵۲
- (۱۶) ردہ اصحاب السنن
- (۱۷) اگر کوئی فرض نماز کا انکار کرے تو پوچھا جائے (مترجم)
- (۱۸) یعنی کبیرہ گناہ نہیں ہے (مترجم)
- (۱۹) یہ دولت تہجد کے بارے میں ہے۔ دیکھو بخاری باب قیام اللیل
- (۲۰) فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۲/ ۴۰۱ اور دیکھو جو فقہی بحث شیخ اسماعیل انصاری نے اپنے منبوط رسالے "فتح حدیث صلوۃ التراویح عظیمین" میں لکھا ہے۔ یہی اس میں بخاری کے شفا ہے۔
- (۲۱) یہ موصوف حکومت سودیہ کے دارالافتاء کے رکن ہیں
- (۲۲) اخراج البخاری عن حدیث انس بن مالک والقرن جو امیر البخاری
- (۲۳) صلوۃ النساء آلا ۱۵۵
- (۲۴) یہ اس حدیث کا حصہ ہے امام بخاری نے بیان کیا ہے

- (۲۵) اسکو ترمذی نے بیان کیا ہے۔ مناقب میں اور فرمایا ہے کہ حدیث صحیح حسن ہے دیکھئے جامع الوصول ۸/ ۶۰۸
- (۲۶) بخاری ۴/ ۳۰۰ باب مناقب عمر - ابن اشیر نے جامع الوصول میں کہا ہے "محدثون" حدیث میں اسکی تفسیر کی ہے کہ وہ علم ہیں اور علم وہ ہے جو کسی چیز کے بارے میں ظن اور فراست سے خبر دے
- (۲۷) یہ بات پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی ہے
- (۲۸) اسکو ترمذی نے بیان کیا ہے - اس کی استناد حسن ہے اور دیکھئے جامع الوصول
- (۲۹) اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے بیان کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے
- (۳۰) بخاری شریف
- (۳۱) جامع الوصول ۱/ ۲۸۰
- (۳۲) بخاری شریف
- (۳۳) جامع الوصول فی احادیث الرسول - لابن الاثیر ۱/ ۲۸۱
- (۳۴) فتح الباری لابن حجر عسقلانی علی شرح البخاری ۳/ ۲۵۳
- (۳۵) اس سے بخاری کی وہ دولت مراد ہے جو عبدالرحمان بن عبدالنصر سے مروی ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان المبارک کی ایک رات باہر نکلا تو دیکھا کہ لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں انکو ایک قاری کے پاس جمع کر دوں، تو پھر آپ نے تمام لوگوں کو تسبیح ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کر دیا یہ حدیث پہلے گزرتی تھی ہے (مترجم)
- (۳۶) فتح الباری ۳/ ۳۵۲، ۳۵۳
- (۳۷) اخراج مسلم ۱/ ۳۹۹
- (۳۸) مجمع مسلم ۱/ ۳۹۷
- (۳۹) مجمع مسلم ۱/ ۵۳۱
- (۴۰) اخراج مسلم ۱/ ۵۳۲
- (۴۱) رسالہ التراویح عظیمین رکوعاً واحداً شیخ اسماعیل انصاری
- (۴۲) دیکھیں فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ج ۱ صفحہ ۱۷۸-۱۷۹
- (۴۳) ترمذی شریف حدیث نمبر ۳۶۵۰ ابن ماجہ باب انتساب الہدیع و آمد فی السنہ ۵/ ۲۵۲ اور فرمایا کہ ہسکئ سند صحیح ہے
- (۴۴) اخراج مسلم فی احکام
- (۴۵) مسلم شریف - ابو داؤد شریف باب فضل الرقیق
- (۴۶) امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں یہ قول امام محمد بن سیرین کی طرف منسوب کیا ہے (مترجم)

## تأخذ و مراجع

قرآن مجید

بخاری شریف

مسلم شریف

نسائی شریف

ابو داؤد شریف

ترمذی شریف

موطا

مسند

السنن الکبریٰ

جامع الاصول

فتح الباری

الترغیب والترہیب

جامع بیان العلم وفضلہ

نیل الاوطار

صحیحہ الذاکرین

المغنی

شرح المحدث

الجزع

بدایہ الجہد

اترہب المساکک علی

مذہب الامام مالک

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ

امام ابو عبد الرحمن احمد بن حنبل رحمہ اللہ

امام ابو داؤد سلیمان اشعث رحمہ اللہ علیہ

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ علیہ

امام مالک رحمہ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ

امام ابو السعادت المبارک محمد ابن الاثیر جزی

رحمہ اللہ

امام ابن حجر عسقلانی

ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی سنذوی

امام محدث ابو عمرو یوسف بن عبد البر رحمہ اللہ

قاضی محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ

قاضی محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ

امام ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ

امام ابو ذکریا یحییٰ بن شرف شافعی نووی رحمہ اللہ

امام ابو ذکریا یحییٰ بن شرف شافعی نووی رحمہ اللہ

امام ابن رشد مالکی رحمہ اللہ

الشیخ الادورہ مالکی رحمہ اللہ

الشرح المصغیر علی اترہب

المساکک

طرح التشریب

فتاویٰ

رفع الملام عن الامتہ

الاعلام

حافظ عراقی

الشیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ

الشیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ

علامہ ابن منظور

لسان العرب

مجموع الفتاویٰ النجدیہ

الشیخ اسماعیل الانصاری سعودی

صلوة التواضع عشرین

رکعت

الشفقة الواضح علی المذاهب

ذاکر محمد بکر اسماعیل

الادب

تصحیح حدیث صلاۃ

الترتیب عشرین رکعت

الفقہ المحدث الشیخ اسماعیل

الانصاری رکن دارالفتا سعودی عرب

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا بے مثال تذکرہ

# حضرات القدس

○ کتاب مذکور کے مصنف خواجہ بدیع الدین سرسندی حیدر اللہ رحمۃ اللہ علیہ ربانی مجدد و الف تہانی رحمۃ اللہ علیہ کے اصل خلفائے میں سے ہیں۔ آپ اپنے حضرت اہم ربانی کی خدمت میں سترہ سال کا تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اپنے زمانہ کے ممتاز علما و ائمہ متصفین میں آپ کا شمار ہو سکتا ہے۔  
○ اس کتاب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے خلفاء اربعہ حضرت صدیق، فاروق، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے لے کر امام ربانی مجدد الف تہانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد و اولیاء اور آپ کے خلفائے تک سلسلہ علانیہ نقشبندیہ کے تمام ادیبانے کرام کے مفصل حالات نہایت تحقیق سے لکھ کر فرمائے ہیں۔

○ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے حالات پر آج تک جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سے کتاب بڑی جان اور مستند ہونے کی وجہ سے سب سے بلند درجہ رکھتی ہے اس لیے اس کا ترجمہ آسان اردو میں کرایا گیا ہے تاکہ ہر فرد و خواں اس سے بخوبی فائدہ اٹھاسکے۔

○ اولیائے نقشبندیہ مجددیہ کے حالات، کرامات اور ارشادات سے حاصل فیض حاصل کرنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضرور کیجئے۔

## حضرت مجدد الف تہانی اور علامہ اقبال

گردن پھٹتی جس کی چہانچرخے آئے : اسی کے نقش گرم سے ہے گوئی احوار ملک کے مشہور و معروف رشتہ اور سلسلہ اہل نقشبندیہ بظاہر کے چشم و چراغ پر فہمیر ڈاکٹر محمد سجاد صاحب (ایم۔ اے۔ بی۔ ایچ۔ ڈی) کا ایک تحقیقی مقالہ ہے، پر فہمیر صاحب نے امام ربانی مجدد الف تہانی شیخ احمد سرسندی اور فکر پاک تالک ڈاکٹر فدا محمد قیالہ (مزم) کے مختصر حالات درج کرنے کے بعد تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ علامہ اقبال شیخ محمد کے علم و روحانیت سے بہت متاثر ہوئے اور ان کے بار میں شریعت و فلسفہ دیکھ، شیخ محمد اور شاخ شریعت سے تقلید رکھنے والے حضرت داکٹر کو پہلے خدمت میں اس کا مطالعہ کرنا چاہئے، مزار محمد اور مزار اقبال کا فوجی شام کے کتاب ہے، ستر ۱۹۲۸ء، صفحہ ۱۰۰، مزار محمد کے نیچے دیکھنے والے مینو، طباعت آفسٹ کا فز سفید، فیہ شبہ صوفیہ ۶/۵، ۱۹۲۸ء

## آداب رسول

مستند فاضلہ حبیبہ مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی قادری شریفی درود و سلام مستطاب علیہ وسلم کے فضائل، تعظیم و توقیر اور آداب کا مفصل بیان، قرآن مجید، احادیث، ابن کثیر، ابن کثیر علیہ السلام، صحابہ کرام کے عمل و ذکر، بزرگان دین کے اقوال و افعال سے پیش کرتے ہوئے ہیں، علاوہ ازیں بزرگان دین کے آداب، قرآن مجید کے آداب قبولہ کے آداب، اشعار اللہ کے آداب، شان و بخت میں، گستاخی کے نتائج بڑے شرح و بسط سے بیان کیے گئے ہیں، جو کوہِ معلیٰ شریف علیہ السلام سے عشق و محبت لکھنے والوں کیلئے لازماً واجب تھا ہے۔ ستر ۱۹۲۸ء، طباعت آفسٹ کا فز سفید، صفحہ ۱۳۴، قیمت ۸/۲۵ روپے

مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ، لیاکوٹ

مکتبہ نعمانیہ۔ اقبال روڈ لیاکوٹ



سورۃ جلال التین رومی علیہ الرحمۃ کی مثنوی شریف ہے منتخب حکایات کا مجموعہ

## بہارِ مثنوی

تأليف

قطبِ وقت حضرت علامہ مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ

- مولف علیہ الرحمۃ کی بہترین اور لا جواب کاوش۔
- علم، خطبہ، طلباء اور مذہبی ذوق رکھنے والے حضرات کیلئے بیشمار تحفہ۔
- حکایات اور مثالوں کی زبان میں معرفت و حقیقت کے نادر و نایاب مسائل کا حل۔
- سالکوں اور متوقفوں کے لئے تعلیم و تصوف اور مقامات سلوک طے کرنے کا طریقہ۔
- راہی و ضلالت میں بھٹکنے والوں کے لئے نیکی اور بدی کے راستے کی وضاحت۔
- معاشرہ کے زخم رسیدہ ناسوروں کی نشان دہی اور ان کا علاج۔
- استغاثوں کے اسباب و زوال کی توضیح اور کاسرائی و شاد کامی کا راستہ۔
- شائقینِ علم و ضرور کے لئے خیر و شر میں فرق کرنے کی میزان۔
- اصلاحِ فکر کا در در رکھنے والوں اور اصلاحی و تعمیری ذہن کے مالک احباب کے لئے اس کتاب کا مطلقاً بہت ضروری اور فائدہ بخش ہے۔

جلد اعلیٰ اور مضبوط ————— ٹائٹل رنگین ————— قیمت — ۲/۰ روپے

طے کا پتہ مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ پاکستان